SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, September 24, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ
عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ
لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Sunday, September 24, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ
عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ
لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ: اور ان سے کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ۔ خدا اور اس کا رسولؐ اور مومن (سب) تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔ اور تم غائب و حاضر کے جاننے والے (خدائے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تم کو بتا دے گا۔ (۱۰۵)

اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام خدا کے حکم پر موقوف ہے چاہے اُن کو عذاب دے اور چاہے معاف کر دے اور خدا جاننے والا حکمت والا ہے (۱۰۶)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں ہیں:

جناب مہر خداداد خان لک صاحب جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے امریکہ تشریف لے گئے ہیں، اس لیئے انہوں نے ایوان سے ۲۱ ستمبر سے تا اختتام حالیہ اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب صاحبزادہ الیاس نے ناسازیٔ طبع کی بنا پر ایوان سے ۲۴ ستمبر کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب شاد محمد خان صاحب اپنی نجی مصروفیات کی بنا پر ایوان میں ۲۰ اور ۲۱ ستمبر کو شرکت نہیں کر سکے اس لیئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سرتاج عزیز نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۲۴ ستمبر کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب احسان الحق پراچہ، وزیر مملکت برائے خزانہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ ورلڈ بنک کی میٹنگ میں شرکت کرتے کیلئے امریکہ تشریف لے گئے ہیں، اس لیئے وہ ایوان میں ۲۳ ستمبر سے ۱۲ اکتوبر تک سینیٹ کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

PRIVILEGE MOTIONS

جناب چیئرمین : اب privilege motions لیتے ہیں، موشن نمبر ۱۹، جناب محمد طارق چوہدری صاحب۔

RE: FUILURE OF THE GOVERNMENT TO RE-CONSTITUTE THE COUNCIL OF COMMON INTERESTS

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمان الرحیم، شکریہ، جناب چیئرمین، میں تحریک کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے والی اس کارروائی کا فوری نوٹس لیا جائے کہ آئین کے آرٹیکل ۱۵۳ کے مطابق مشترکہ مفادات کی کونسل تشکیل پاتی ہے۔ آئین کے مذکورہ آرٹیکل کے مطابق اس کونسل کی تشکیل لازمی امر ہے اس کونسل میں چاروں صوبائی وزرائے اعلیٰ اور آرٹیکل ۱۵۳ (بی) کے مطابق وزیراعظم کی طرف سے مرکزی وزراء میں سے اتنے ہی ممبران نامزد کیئے جاتے ہیں۔ لیکن موجودہ حکومت کو اقتدار سنبھالے ہوئے تقریباً ایک برس کا عرصہ ہونے کو ہے اور اس عرصہ میں مرکز اور صوبوں کے مابین اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے۔ ہر طرف سے متعدد مطالبوں کے باوجود وزیراعظم آج تک اپنی طرف سے ممبران نامزد کرنے میں ناکام رہی ہیں۔۔۔۔

میر یوسف علی خان مگسی : پوائنٹ آف آرڈر، جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے۔

میر یوسف علی خان مگسی : آپ کے توسط سے محترم ممبر سے گزارش ہے کہ وہ تشریف رکھیں کیونکہ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : جی کیا فرمایا آپ نے۔

میر یوسف علی خان مگسی : کورم پورا نہیں ہے، اور ایک منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں، دیگر نہیں ہیں، تو ہاؤس کیسے چلے گا۔

جناب چیئرمین: چلیں جائے گا آپ فکر نہ کریں، وزرا صاحبان میں ممبر صاحبان ہیں۔

میر یوسف علی خان مگسی: فکر کرنے کے لیے آپ بیٹھے ہیں، میں کیوں فکر کروں۔

جناب چیئرمین: یہ بتائیں Council of Common Interests کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ اس کے بارے میں آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

Mir Yousaf Ali Khan Magsi: I am talking about uncommon interest.

جناب چیئرمین: گنتی کریں کہ کورم ہے یا نہیں ہے۔

(اس موقع پر گنتی شروع کی گئی اور اس دوران معزز ممبران کے ہاؤس میں آجانے سے کورم پورا ہو گیا)

معزز ممبران آگئے ہیں۔

Thank you, Magsi Sahib, you have pointed out but now we are in quorum.

میر یوسف علی خان مگسی: جناب میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری بات سنی۔

جناب چیئرمین: جی۔ ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ گو کورم کے بارے میں رولز نیشنل اسمبلی میں بھی ہیں لیکن
With the start of the House, we don't consider about it.

جناب چیئرمین: مگسی صاحب، ڈاکٹر شیر افگن صاحب جو فرما رہے ہیں۔ وہ صحیح ہے مگسی صاحب نے House of Commons بھی دیکھا ہوگا، کورم عام طور پر پوائنٹ آف نہیں کیا جاتا۔ جب تک کوئی خاص اہم معاملہ under voting نہ ہو، یا کوئی ایسا serious interest involved نہ ہو۔

میر یوسف علی خان مگسی: میں نے اس لئے point out کیا تھا کہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے ویسے یہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: بالکل صحیح ہے، یہ نہیں ہونا چاہیے لیکن کوشش یہ کریں کہ پوائنٹ

آوٹ نہ کریں تاکہ ہم آنکھیں بند کر لیا کریں۔

To the question of quorum unless it is very necessary.

میر یوسف علی خان مگسی: جناب بلی کی آنکھیں کون بند کر سکتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Chairman: So, the Chairman will close his eyes to the question of quorum unless it is extremly necessary in the interest of the business of the House. Would you agree with that Magsi Sahib.

Mir Yousaf Ali Khan Magsi: I agree.

Mr. Chairman: Thank you very much but I am grateful to you for having brought it to the notice of the Chairman and I would request the honourable Members that regardless of this convention, we would try to be here in appropriate number at the start of the proceedings of the House. جی طارق صاحب! آپ فرمائیے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جس کی وجہ سے آئین کے تحت تشکیل پانے والا یہ لازمی اور اہم ادارہ وجود میں نہیں آسکا۔ یہ ادارہ براہ راست پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہے اس کی تشکیل نہ ہو سکنے کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ پوری پارلیمنٹ کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے لہذا اس مسئلہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔ Is it being opposed?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اگر ایک منٹ اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: طارق صاحب! ان کو اجازت دے دیں۔

جناب محمد طارق چوہدری: یہ ادارہ تشکیل پا چکا ہے مجھے بھی اس سلسلے میں اطلاع مل گئی ہے اس لئے میں اس کو پیش نہیں کرنا چاہتا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! کو میرا خیال ہے کہ سن لیتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب اسکو ruled out کر دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ۱۲ مارچ ۱۹۸۹ء کو یہ constitute ہوا ہے Its number is 69/CS/79.

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

In supersession of Cabinet Division's notification No.69/CS/79 dated the 21st May, 1987, the Council of Common Interests reconstituted as follows:-

i) The Prime Minister ... Chairperson
ii) Minister for Food And Agriculture ....

یہ نوٹیفیکیشن ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: نوٹیفکیشن ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی ہاں۔

جناب محمد طارق چوہدری: جی میں اسے واپس لے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: واپس لے رہے ہیں،

So it is withdrawn

جی پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: کہ محترم وزیر یہ بتائیں گے کہ Minister for Provincial Coordination اس کا ممبر ہے۔

جناب چیئرمین: جی، اس میں نہیں ہے جو نوٹیفیکیشن ہوا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! اس میں ہے جی، وہ ایسے ہے کہ

If Attorney-General who is the member to this CCI is not available and is not participating, he (the Minister) shall participate.

جناب چیئرمین: ہاں، وہ پھر ممبر تو نہ ہوئے ناں، وہ تو اٹارنی جنرل کے رحم وکرم پر ہوئے ناں۔ اگر وہ آنا چاہیں تو وہ نہیں آ سکتے۔ یعنی ممبر تو نہ ہوئے ناں، یہ اٹارنی جنرل کے رحم وکرم پر ہے کہ اگر اٹارنی جنرل attend نہ کرنا چاہیں تو۔۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: وہ attend نہیں کر رہے ہیں تو ان کے بعد یہ attend کریں گے۔

Mr. Chairman: Are you going to ensure.

کہ وہ attend نہیں کریں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں جی۔ We cannot do this

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا، میں یہ anomaly point out کر رہا ہوں گورنمنٹ اس پر غور کر سکے، یہ کوئی تنقید کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے یہ ان کے اچھے خیالات ہیں I will convey it to the Government. It is a good opinion.

پروفیسر خورشید احمد: Minister for Provincial Coordination. کو وہاں پر ہونا چاہیئے اس کو آپ لوگ re-exmine کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی جناب بجرانی صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

Mir Hazar Khan Bijarani: May we know the names of the Ministers?

Mr. Chairman: Yes, I will give you the names.

- Prime Minister is the Chairperson
- Minister for Food And Agriculture, Rao Sikandar Iqbal
- Advisor to the Prime Minister for Finance, Mr. Vasim Jafarey
- Attorney-General of Pakistan, Mr. Yayah Bukhtiar
- Chief Minister Punjab, Mr. Nawaz Sharif
- Chief Minister, Sind, Syed Qaim Ali Shah
- Chief Minister, NWFP, Mr. Sher Pao
- Chief Miniter, Baluchistan, Mr. Bugti

یہ اس کے ممبر ہیں اس کی تشکیل ہو چکی ہے اور ڈاکٹر صاحب کے بقول، اگر اٹارنی جنرل صاحب نہیں آئیں گے تو پھر جناب وزیر قانون کو موقع ملے گا، اگر وہ آجائیں گے تو پھر موقع نہیں ملے گا۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! وزیر قانون نہیں بلکہ وزیر برائے صوبائی رابطہ۔

Mr. Chairman: I think it is a valid point, I am sure the ....

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! میں نے گزارش کی ہے کہ This is a good suggestion. I will convey it to the government.

جناب چیئرمین: جی جناب یہ آپ نے پہلے کہہ دیا ہے۔

Next privilege Motion No.19

[Mr. Chairman]

This is concerning breach of privilege arising out of the impoundment of two persons etc. by Malik Abdul Wahid, Qazi Abdul Latif, Behrawar Saeed, Malik Faridullah Khan
جی اس کے بارے میں میرے خیال میں منسٹر صاحب نے جواب دینا تھا۔ منسٹر صاحب موجود ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! میں نے ابھی منسٹری سے پوچھا ہے کہ اسکی factual position کیا تھی۔

And I have conveyed to the Ministry that the facts must be brought before this House immediately as we have committed on the floor of the House. I personally conveyed to the concerned Minister and I hope that in the next sitting we will be having that factual position, if you allow please defer it to the next day.

Mr. Chairman: I will defer it. I would also request you to kindly ask the Minister to see me also in this connection so that I can discuss it with the movers.

Dr. Sher Afgan khan Niazi: That is very kind of you.

Mr. Chairman: Thank you. So, this is deferred. تو ٹھیک ہے ملک عبدالواحد صاحب؟

ملک عبدالواحد: جی ٹھیک ہے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ ۲۹ جولائی کو داخل کی گئی ہے ۲۹/ جولائی کا واقعہ ہے اور اس دوران اگست بھی گزر چکا ہے یہ مہینہ بھی گزرنے والا ہے اس کے بعد اسے کیا انصاف ملے گا کہ وہ اس کے بعد انتظار کرے ....

جناب چیئرمین: وہ صرف دو دن کی مہلت مانگ رہے ہیں۔ . .

قاضی عبداللطیف: وہ بیٹھا رہے گا اس کیلئے انتظار کرے گا اور اسے کہا جائے گا کہ مہربانی ہو گی وہ چوری ہو گئی ہے اور اسے معاف کر دو۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب! صرف دو دن کی مہلت مانگ رہے ہیں میرے خیال میں اگلی sitting پہ کوئی نہ کوئی انکا رد عمل آجائیگا۔

قاضی عبداللطیف : یعنی پرسوں تک ۔۔

جناب چیئرمین : جی ہاں پرسوں تک ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! اگر یہ چاہتے ہیں تو آج ہی لے لیں جی۔ چار محرکین ہیں اور پتہ نہیں چل رہا کہ کس کی بسیں ہیں اور ۔۔۔

جناب چیئرمین : بسیں تو ملک عبدالواحد صاحب کی ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : وہاں نہیں لکھا ہے ایسے چار محرکین ہیں specified نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : بہر حال میں آپ کو بتا رہا ہوں ۔ ملک صاحب یہ ٹھیک ہے؟ یہ buses آپ کی ہیں ۔

ملک عبدالواحد : جناب والا! بسیں تو چھوڑ دی ہیں مگر تنخواہیں ابھی تک بند ہیں ۔

جناب چیئرمین : تنخواہیں کیا مطلب ہے؟

ملک عبدالواحد : جناب وہاں خاصہ دار ہوتے ہیں جن کی تنخواہیں ابھی تک بند ہیں ۔

جناب چیئرمین : اچھا تو یہ ڈاکٹر صاحب کو بتا دیں جو بھی آپ کا مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں بہتر ہے کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے پہلے سے کوشش کی ہے اگر ایسی مزید کوشش کی جائے تو بہتر ہوگا ۔ تو جو بھی تکلیف ہے وہ آج ہی بتا دیں تاکہ یہ منسٹر صاحب سے take up کر لیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جی ہاں اس میں بہتر یہی ہے ۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب! صرف دو تین کی بات ہے ۔

قاضی عبداللطیف : وہ ٹھیک ہے جناب والا! جس طریقے سے آپ فرمائیں گے ایک گزارش میں پوائنٹ آف آرڈر پر اور کروں گا وہ یہ ہے کہ ۷ اگست کو ایک ڈاکہ کوٹ مرتضیٰ تحصیل ٹانک میں پڑا ہے دو تین ہفتے ہو گئے ہیں کہ میں نے وزیر صاحب سے گزارش کی تھی ایک آدمی اغوا کر کے ساتھ لے گئے ہیں اور عورت کو وہاں قتل کر دیا گیا تھا اس کے ساتھ دو سال کا بچہ تھا وہ بھی زخمی تھا آج تک اُن ڈاکوؤں کے متعلق کوئی کارروائی نہیں ہوئی نہ تو کوئی اُن کی بس پکڑی گئی ہے اور نہ ہی روایات کے مطابق کوئی کارروائی کی گئی ۔ آج صبح بھی ٹیلی فون آیا وہ ایک آدمی لے گئے ہیں اب معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے!

جناب چیئرمین: تو اُن سے آپ بھی بات کرلیں۔ میں بھی بات کروں گا جو ریاستوں اور قبائلی علاقہ جات کے وزیر میں وارث خان آفریدی صاحب کے ساتھ۔ میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب بھی مدد کریں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی ہاں جناب میں ضرور کوشش کروں گا۔

جناب چیئرمین: اور جو مجھ سے مدد ہو سکی وہ بھی ان شا اللہ ضرور کروں گا۔

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman: Now we take up the Adjournment Motions, Adjournment Motion No. 8 by Prof. Khurshid Ahmad on the statement of Dr. Sher Afgan Khan Niazi, Minister of State for Parliamentary Affairs that the Chief Ministers are acting illegally.
Yes, please Prof. Khurshid Ahmed.

I) RE: THE STATEMENT OF A STATE MINISTER ABOUT THE CHIEF MINISTER'S LEGAL STATUS.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میری اس تحریک کا متن یہ ہے۔

"It has been reported in the daily "Nawa-i-Waqt" of today (5th August, 1989) that the Federal Minister of State for Parliamentary Affairs, Dr. Sher Afgan, has said that the Chief Ministers of all the four provinces are acting illegally. This statement of the Federal Minister of State, if correct, reveals the state of affairs that is a direct challenge to the very existence of the Federation. It is a statement of recent occurrence and relates to the observations of a responsible Member of the Federal Government about the behaviour of the Provincial Governments. I, therefore, beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this situation".

Mr. Chairman: Is it opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, I will oppose and I will give certain facts, if I am allowed.

جناب چیئرمین: پہلے ذرا مختصر بیان سن لیں کہ اس کی admissibility کیسے بنتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا اپنا ایک view ہے۔

How does it amount to an adjournment motion? May be you don't agree with it, may be somebody else don't agree with it.

انہوں نے یہ بھی کہا ہے۔

Prime Minister needs a vote of confidence after the 20th of March. That is his view.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں نے یہ نہیں کہا جناب چیئرمین صاحب! وہ ان کا اپنا view جو بھی ہو۔

پروفیسر خورشید احمد: خیر وہ کہیں یا نہ کہیں۔ نوائے وقت کے مطابق سرگودھا پریس کلب میں جو تقریر جناب وزیر محترم نے کی تھی جس پر میں نے یہ تحریک پیش کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں" کہ ڈاکٹر شیر افگن نے یہ کہا ہے چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ غیر قانونی طور پر کام کر رہے ہیں"۔ مجھے اس وقت اور چیزوں سے بحث نہیں ہے بنیادی چیز یہ ہے کہ اگر ایک ذمہ دار مرکزی وزیر قوم کے سامنے یہ موقف پیش کرتا ہے اور بالعموم آپ کو معلوم ہے کہ Ministerial responsibility کا اصول individual بھی ہے اور collective بھی ہر وزیر اپنے behalf پر بات کرتا ہے اور ہر وزیر cabinet کے behalf پر بات کرتا ہے یہی وہ اصول ہے جس کی بنیاد پر ہر وزیر کو اس بات کا حق ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ میں کسی دوسرے وزیر کے معاملات کو deal کرے حالانکہ رولز آف بزنس میں یہ بات بالکل لکھی ہوئی ہے کہ ہر وزیر اپنی متعلقہ وزارت کے معاملات کا ذمہ دار ہے اسکو چلانے کے لئے بھی اور پارلیمنٹ کے ایوانوں میں اسکی جواب دہی کے لئے بھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ cabinet responsibility جس پر کہ ہمارا دستور مبنی ہے کے مطابق ہر وزیر جو ہے وہ جب بولتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کے spokesman کی حیثیت سے بات کر رہا ہے وہ cabinet کے behalf پہ بات کر رہا ہے اور کیبنٹ اسکی ذمہ داری لیتی ہے الّا یہ کہ وہ کسی بات کو respudiate کر دے۔

دوسری بات یہ ہے جناب والا! کہ پاکستان کا نظام فیڈریشن پر مبنی ہے اور فیڈریشن کے نظام میں residual powers ایک حد تک فیڈریشن کو حاصل رہیں گی یعنی اس معنی میں کہ اگر

[Prof. Khurshid Ahmed]

خدانخواستہ ملک میں ایمرجنسی کی سی کیفیت پیدا ہو جائے تو آرٹیکل 234 کے تحت فیڈریشن جو ہے وہ اس معاملے میں intervene کرتی ہے اسی طریقہ سے اگر اس حد تک حالات خراب نہ ہوں۔ لیکن اگر کسی ایک province میں حالات خراب ہوں تو اس صورت میں بھی کچھ powers دستور نے فیڈریشن کو دی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں مرکز اور صوبوں کا بڑا نازک relationship ہے اور اس میں جو مرکز کا view point ہے اسکی غیر معمولی اہمیت ہے اب اگر یہ بات درست ہے کہ چاروں وزرائے اعلیٰ غیر قانونی طور پر کام کر رہے ہیں اس کا معنی یہ ہیں۔ چاروں provinces کے اندر لاقانونیت ہے legitimacy انکی باقی نہیں رہی ہے اور اس صورت میں یعنی فیڈریشن کا اگر یہ view point ہے تو پھر فی الحقیقت ملک کے لیے ایک ایسی بحرانی صورت حال ہے جسے individual واقعات اور حادثات سے بڑھ کر اہمیت دی جانی چاہئے اور فطری طور پر پارلیمنٹ وہ ادارہ ہے جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے حالات کے اندر معاملات پر غور کرے۔

آپ کے علم میں جناب والا! یہ چیز بھی ہے کہ اگر ملک میں فیڈریشن اور provinces کے تعلقات خراب ہوتے ہیں اور ایمرجنسی کی کوئی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اس معاملے میں جو ادارہ اس ایمرجنسی کو اجازت دینے والا ہے وہ سینیٹ ہے اسکے سامنے اسکا آنا ضروری ہے اسکے بغیر اسکو نہ ratify کرایا جا سکتا ہے اور نہ extend کرایا جا سکتا ہے۔ تو اس بنا پر میری نگاہ میں مرکز اور صوبوں کے تعلقات اور مرکز کی طرف صوبوں کے بارے میں مختلف باتوں کا کہا جانا صرف کسی physical crisis کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس چیز کا سامنے آنا ہی کافی ہے اس بات کے لئے کہ اس پر غور کیا جائے اور لطف کی بات یہ کہ دو صوبوں میں پیپلز پارٹی کی بھی حکومت ہے دو صوبوں میں سے ایک میں آئی جے آئی کی اور دوسرے میں آئی۔ جے۔ آئی اور دوسری پارٹیوں کی coalition government ہے لیکن جو بات کہی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ غیر قانونی ہیں اور وہ خلاف قانون کام کر رہے ہیں تو یہ فی الحقیقت بڑی گھمبیر صورت حال ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر متعلقہ سے اس پر باز پرس ہونی چاہیے اور اگر ان کا یہ بیان درست ہے تو یہ اس لائق ہے کہ اس پر بحث کی جائے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب اگر وہ سن لیں میری بات تو شاید انہیں کچھ سمجھ آجائے۔ عرض یہ ہے کہ یہ جو انہوں نے حوالہ دیا ہے یہ ایک بیان نہیں ہے اور ان کے نوٹس میں شاید یہ بیان آیا ہے وہ بیان بھی ان کے نوٹس میں ہونا چاہیئے اور پروفیسر صاحب اس اجلاس میں بھی موجود تھے پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا جو گنیزئی صاحب ایک بل لائے تھے ترمیم کے لئے۔ آرٹیکل 130 پر proviso لانا چاہتے تھے

"that when a Chief Minister who is appointed, if does not get vote of confidence, he should not be able to give advice to the Governor to dissolve the provincial Assembly"

اس کے ضمن میں بھی ابھی تو اس سے بات ہوئی تھی اور ایک جگہ اور بھی اس سے "تبیل نوائے وقت" اور خصوصی طور پر "جنگ" میں ایک جرنلسٹ خالد حنیف نے باقاعدہ مجھ سے پوچھا جب جناب والا! نے ایک کھانا دیا تھا اسلام آباد کلب میں اس پر حاجی سیف اللہ نے ایک ایشو اٹھایا تھا کہ اب ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کے بعد انتخاب ہوگا وزیراعظم کا جب کبھی بھی چناؤ ہوگا تو اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے اور اسی ضمن میں یہ بات بھی وزرائے اعلیٰ کی ہوئی تھی جہاں تک اس بات کا کہنا کہ وہ illegal ہیں۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ چناؤ unconstitutional ہے illegal تو بات ہی نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ ان کا چناؤ unconstitutional ہے اور میں نے ایک نہیں سو دفعہ بیان دیا ہے اور میں اب بھی اس پر سٹینڈ کرتا ہوں میں آپ کی توجہ آرٹیکل ۱۳۰ کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور اس میں دو provisions رکھے گئے ہیں ایک provision جو applicable کی گئی ہیں وزرائے اعلیٰ کے تقرر کے لئے اس میں ایک cut of date دی ہوئی ہے ۲۰ مارچ ۱۹۸۸ء۔ یہی بات سمجھنے کی ہے۔ جناب کہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۸ء اور اسی کے ساتھ نیچے ایک اور proviso لگایا گیا تھا کہ اگر اس وقت کوئی بھی چیف منسٹر continue کر رہا ہوگا تو اس پر یہ ویسے apply نہیں کیا جائے گا اب صورت حال یہ ہے کہ اگر وہ continue کرتے جو set up تھا لیکن جنرل ضیاء الحق نے ۲۹ مئی ۱۹۸۸ کو اسمبلی dissolve کر دی اور صوبائی اسمبلی اسی کے نتیجے میں dissolve ہوگئی اب

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

Caretaker Cabinet آپ کو پتہ ہے کہ Caretaker Cabinet was functioning regularly elected chief Ministers کے چیف منسٹر بھی work کر رہے ہیں جو Members to the Provincial Assemblies نہیں تھے وہ نہیں تھے۔

They were nominated by the President and they were functioning with that very special provision of the Constitution. Therefore, this provision 130 (2A) was very much operative after 20th March, 1988.

اب سوال یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ۲۲ مارچ میں concept ہے clear-cut کہ nomination نہیں ہوگی appointment نہیں ہوگی بلکہ ایک ایسے ممبر کو چیف منسٹر بننے کی دعوت دی جائے گی جس کے پاس clear-cut majority ہوگی اور ہاؤس کے اندر اس بات کا تعین کیا جائے گا لیکن کس طریقہ کار سے اور وہ کون سا طریقہ کار تھا جس سے ہم میجارٹی ascertain کر سکتے ہیں۔ اگر ہم حوالہ دیکھنا چاہیں کہ جو بھی دستور کے تحت انتخابات ہونگے کسی شکل میں اس ملک میں those as considered constitutional وہ ۲۲۶ آرٹیکل ہے اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو یہ آٹھویں ترمیمی ایکٹ میں with the exception of Prime Minister and Chief Ministers جو یہ الفاظ تھے وہ omit کر دیے گئے ہیں

جناب چیئرمین: میں سمجھ گیا ہوں۔ مجھے ایک سوال کا جواب دے دیں آرٹیکل ۲۲۶ میں لکھا ہوا ہے کہ all elections under the Constitution shall be held by secret ballot

After 20th March, 1988, the Governor shall invite

یعنی وہ بلائے گا کس کو بلائے گا

the member of the Provincial Assembly to the Chief Minister who commands the confidence of the majority as ascertained in the session ....

. . . not as elected.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is the point.

جناب چیئرمین: یہ جو لفظ ہے یہاں الیکشن کا دانستہ طور پر استعمال نہیں کیا۔ یہاں لکھا ہوا ہے Notwithstanding any thing contained in clause (2)

آپ کا کہنا صحیح ہے

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is the point.

جناب چیئرمین: تو لفظ یہ ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اور اس میں جناب بات یہ ہے کہ

How we can ascertain?

جناب چیئرمین: وہ ہاؤس ہے جس طرح مرضی کرے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is not the thing.

یہ binding ہے اس پہ restriction ہے آرٹیکل ۲۲۶ میں اس پر constraint ڈالی ہوئی ہے کہ الیکشن جو ہوں گے وہ خفیہ رائے شماری سے ہوں گے جو elect ہوگا وہ طریقہ کار سے ہوگا اسے تب constitutional کہیں گے

جناب چیئرمین: اس پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں صاحب آپ دوبارہ پیچھے جائیں۔ آئین کا preface دیکھیں by the chosenreprentatives وہ ہے پھر آپ اس ......

(مداخلت)

جناب چیئرمین: chosen پر ایک اور میں آپ کو حوالہ دیتا ہوں یہ لفظ جو chosen ہے آپ کو یاد ہوگا کہ Federal Capital کے بارے میں سینیٹ کی سیٹ کے لئے الیکشن کا جو طریق کار تھا پہلے یہ لفظ تھا کہ

ree persons shall be chosen
d because the word was 'chosen'

طریقہ کار یہ کیا گیا ہے کہ by showof hands اِن کو choose کر لیتے تھے

Then this word 'chosen' was changed to 'elected'
l when this word was changed to 'elected' under the
Amendment a new law was brought in to bring in
ret ballot in the election of Senators from the National
sembly. Previously the word was 'chosen' under the
ginal Constitution of 1973. This word was changed

[Mr. Chairman]

to 'elected' under the 8th Amendment and because of that the law was changed but so long as the word 'chosen' remained in the Constitution the procedure adopted was show of hands for election to the Senate in the National Assembly.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اگر آپ اس کو ریفرنس کے ساتھ دیکھیں کہ پھر یہ آٹھویں ترمیمی ایکٹ میں ان الفاظ کو آرٹیکل 226 سے کیوں خارج کر دیا گیا

with the exception of Prime Minister and Chief Ministers

اس کے ساتھ حاشیہ میں ریفرنس دیا گیا ہے۔

Mr. Chairman: I will tell you the reason was that there was no election envisaged at all. The word was 'ascertained'

اگر وہ لفظ لکھتے elected تو پھر ضرورت ہوتی کہ وہ اس کو proviso میں لکھتے کہ جی باقی الیکشن تو ٹھیک ہیں۔

but the election of Prime Minister and Chief Ministers will not be by secret ballot.

لیکن چونکہ انہوں نے الیکشن کا concept ہی نکال دیا ہے اور ascertainment کا لفظ لکھ دیا لہذا اس کے آرٹیکل 226 میں اس کی ضرورت ہی نہ رہی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : نہیں جناب! اس میں بات اور ہے اگر آپ قومی اسمبلی کے Rules of Procedure کو دیکھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اب تک وہی پروسیجر پرائم منسٹر کے الیکشن کا موجود ہے بلکہ اس میں بات یہ تھی کہ with the exception اس لیے تھا کہ وہاں پہ باقاعدہ show of Members سے وزیر اعظم elect ہوتا تھا۔ ووٹ جو تھے open دیے جاتے تھے

that exception was given to this very election to the office of the Prime Minister

کہ وہاں پہ باقاعدہ nomination papers داخل ہوتے تھے secrutiny ہوتی تھی seconder ہوتا تھا proposer ہوتا تھا

Every procedure of the election was given when

that thing was to happen as to how the vote was to be given with this word incorporated in the Constitution this was the exception given to the members to give open vote. I was one of the four persons who struggled for this - the restoration again of election to the office of the Prime Minister, and this was the commitment. The only thing was that this was done in another way. The concept laid in it, the reason behind it is that restoration of the election of the Prime Minister was admitted and that is why this provision (2A) as well was brought in Article 91 and Article 130. In the form of (2A) there is a provision. There is no other way to ascertain whether a person has got a definite following or majority following of members. Thereby the only way was left out under the Constitution, if it is taken as an elected person in the office of the Chief Minister, he is bound to go by electioneering. Electioneering itself is a big process. t does not mean a simple thing - vote. Vote is one of ts components in the election. Electioneering is a big process. It starts with the invitation or declaration and ends in going into the office. Thereby definitely I do hold, as my personal concept, that the Chief Ministers which were to be there in the office after 20th March, as general election happens, this provision of the Constitution is operative. They were bound to undergo the elections. They should have got ballot paper on the floor of the Provincial Assembly. They should have been elected as provision of the Constitution particularly Article 226 is very much clear. Therefore, I now do hold that all four Chief Ministers must have undergone the process of election.

جناب چیئرمین: نہیں پہلے تو یہ چیز ہے کہ

Is this your opinion or the Cabinet's opinion?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is my opinion, ersonal opinion. I visualise it as a Constitutional proviso.

Mr. Chairman: Cabinet does not agree on this matter?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, not at all. It has ot nothing to do with the Cabinet.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب، Ministerial responsibility کی بات کر رہے ہیں

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is another story. Minister is also a Member and a citizen. He doesn't change his nature as not to be a citizen. I am a common citizen, I am a Member of the National Assembly.

Mr. Chairman: So, on this point there is a difference between you and the Cebinet.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, not at all. Nothing has happened in the Cabinet. No discussion, nothing of this sort.

جناب چیئرمین: آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ کیبنٹ کا view نہیں ہے بلکہ آپ کا ذاتی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! عرض یہ ہے کہ میری ایک اور بھی clarification ہے جو بات آپ نے point out کی تھی اب پرائم منسٹر کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ I have got an opinion.

جناب چیئرمین: نہیں نہیں اس کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں اب clarify کر دوں:

Mr. Chairman: No. No. because that is not an issue.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That will create a confusion, Sir.

Mr. Chairman: No. No. Please, no confusion on that issue. There is no discussion on that matter in the House.

صرف اس نکتہ کی بات کریں جس پر بحث ہو رہی ہے

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: بات یہ ہے کہ میرا ایک اپنا خیال ہے کہ Constitution visualise کرتا ہے election about the Chief Ministers ۲۰ مارچ 1988 کے بعد

and the constitutional holding of an office of the Chief Minister was that they should have undergone the process of election.

Mr. Chairman: So, in your opinion the entire

government is illegal for the last ten months. In the whole of Pakistan the entire Federal structure is illegal.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, 'entire', this is unconcerned with the Federal Government.

Mr. Chairman: No. No. The entire structure of Pakistan.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is a different story, Sir.

Mr. Chairman: Let me put it like this - in your opinion there are governments in the provinces for the last ten months.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Only the Chief Ministers; they should have undergone the election process. They are violating the provision of the Constitution. They should have undergone the process of election. This is my personal opinion, this has nothing to do with the Federal Government having a Prime Minister duly elected under the Constitution...........

(Interruption)

Mr. Chairman: Please, let me first hear the honourable Minister.

ایک منٹ میں ڈاکٹر صاحب کو سُن لوں، پھر میں آپ کو بھی موقع دونگا۔ قاضی صاحب آپ بھی بیٹھ جائیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! بات سیدھی سی ہے

Mr. Chairman: So, in your opinion all the four provincial governments of Pakistan are totally illegal.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, I don't say the governments. I say the Chief Ministers.

Mr. Chairman: So, you envisage a government without the Chief Minister.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, I don't. I say it.....

Mr. Chairman: You mean the Ministers are legal?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: They should have gone.

جناب چیئرمین: نہیں کیا صوبائی حکومت کے منسٹرز legal ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: کون سے جی۔

جناب چیئرمین: جو منسٹرز ہیں کیا وہ legal ہیں یا وہ بھی illegal ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: فیڈرل منسٹرز۔

Mr. Chairman: No. No. All the Provincial Ministers.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: They should obey the Constitution under Third Schedule.

Mr. Chairman: They are legal or illegal?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Chief Ministers are un-constitutional.

Mr. Chairman: What about the Ministers appointed by the Chief Minister?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: They have been appointed by the Chief Minister, therefore, ask the Chief Minister, Sir. The Constitutionality of those things have been carried out by the Chief Minister.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، آپ کی بات سمجھ میں آگئی ہے، جی طارق چوہدری صاحب قاضی صاحب، میں آپ کو بھی موقع دیتا ہوں۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ کیا یہ اپنی personal capacity میں یہاں بول سکتے ہیں؟

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: نہیں This is no point of order قاضی صاحب، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی جرأت کی ہم داد دیتے ہیں، سیدھی بات یہ ہے اور ان کے نزدیک چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ جو ہیں وہ غیر قانونی ہیں اس وقت جو وہ بیان دے رہے ہیں اور جو سرگودھا کا بیان ہے اسے تو ذاتی بیان کہا جا سکتا ہے، لیکن یہاں بیٹھ کر پارلیمنٹ کے اندر یہ کہہ دینا، ہم یہ کبھی تسلیم نہیں کریں گے کہ یہ غیر سرکاری طور پر ہے اور ایک وزیر کی حیثیت سے نہیں ہے یا تو دوسرے وزرا اس کی تردید کریں کہ یہ غلط کہہ رہا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : میں طارق صاحب سے بھی پوچھتا ہوں، طارق صاحب سے بھی مشورہ لیتا ہوں۔ اسی لیے کہ بڑا سنگین معاملہ ہو گیا ہے سارے پاکستان میں غیر قانونیت چھا گئی ہے

So, we will ask the honourable Minister for Parliamentary Affairs.

قاضی عبداللطیف : اگر وہ اس کی تردید نہیں کرتے تو ہم یہی سمجھیں گے ورنہ اس کی تردید کریں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں طارق رحیم صاحب سے پوچھتے ہیں، خان بہادر خان صاحب نے بھی اشارہ کیا ہے کہ وہ بھی اس سے اتفاق نہیں کرتے۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! میں مانتا ہوں، میں اب بھی کہتا ہوں، میں کب کہتا ہوں کہ میں نہیں مانتا ہوں، میں تو یہ کہتا ہوں کہ پروفیسر صاحب نے نوٹس بڑا قلیل لیا ہے۔ ایڈجرنمنٹ موشن ان کی اس لئے نہیں بنتی، جو بننی چاہئے تھی کہ اس وقت چونکہ یہ

Continuously I have been giving my statements.

جناب چیئرمین : آپ کے خیال میں یہ ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بنتی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : نہیں بنتی۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے، شکریہ، جی قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میرے پوائنٹ کا جواب نہیں آیا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی، بات ہو گئی ہے، جی قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جناب چیئرمین! وزیر صاحب، میرے پوائنٹ آف آرڈر کے درمیان ہی کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی نہیں، بیٹھ گئے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: اور اس میں انہوں نے مداخلت کی ہے، تو میں گزارش کروں گا کہ اگر واقعتاً یہ ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وزارتِ اعلیٰ کے جتنے بھی آرڈر ہوئے ہیں۔ وہ سارے غیر قانونی ہیں جب اس کا وجود اور عہدہ ہی غیر قانونی ہے۔ ۔۔۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب، Council of Common Interests بھی غلط ہو گئی کیونکہ اس میں یہی تو چاروں صوبائی چیف منسٹرز ہیں۔

قاضی عبداللطیف: اسی طریقے سے ان کی ساری کابینہ بھی غیر قانونی ہے۔

جناب چیئرمین: بڑا خاصا سنگین معاملہ ہو گیا ہے، جی طارق صاحب۔

Will you take us out of this Constitutional impasse?

جناب طارق رحیم: مسئلہ دراصل اتنا سنگین نہیں ہے جی،

I think I would be very straight forward that this is a statement which has been referred to by my learned brother in his, I think, personal capacity which he thought that this is his interpretation of the Constitutional provisions. I may have a totally different interpretation of the Constitution.

Mr. Chairman: No, he says Cabinet agrees with him.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No. Not at all. I never said this.

(Interruption)

Mr. Chairman: So, at least Shahnaz Wazir Ali, Tariq Raheem and Khan Bahadur Khan don't agree with him.

(Interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Point of order, Sir.

Mr. Chairman: Tariq Sahib, do you agree with this interpretation?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Point of order Mr. Chairman.

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب ایک منٹ بیٹھیں میں سن تو لوں۔

Dr. Sahib, this is not point of order, sit down please.

آپ کی باری آئے گی آپ بات کریں۔

Khawaja Ahmed Tariq Raheem: I might as well straight away state very clearly that when I say that this must be the personal opinion on a particular interpretation of the Constitution by Dr. Sher Afgan it does not reflect the views of the Government neither the Cabinet nor the other colleagues.

Mr. Chairman: I am very relieved.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem: Now, if this is a view to which he is entitled to and if any other person feels that a certain illegality is taking place in the appointment of the Chief Ministers or of anybody else, I think, the forum is not this to discuss it. That forum is available, and if it is an interpretation of the Constitution it is the Supreme Court under the Constitution and if they feel that a person is holding an office which he should not hold, then the remedy is also there under Article 199 of the Constitution. So, I would say that in view of this, this adjournment motion does not really become an adjournment motion. It is a personal opinion of a particular person.

Mr. Chairman: I agree with you. Yes, Dr. Sher Afgan, anything further you want to say on this.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ میری ذاتی opinion ہے یہ میرا ذاتی خیال ہے۔

جناب آصف فصیح الدین وردگ : یہ یہاں اگر آئے ہیں تو وزیر کی حیثیت سے آئے ہیں اور وزیر کی حیثیت سے اُن کی ذاتی opinion کیا معنی رکھتی ہے۔

جناب چیئرمین : وہ اُن کا آپس کا معاملہ ہے۔

[Mr. Chairman]

.... Prof. Sahib, in view of the statement by the Minister for Parliamentary Affairs would you like to press this motion?

پروفیسر خورشید احمد: ہم وزیر برائے پارلیمانی امور کے ممنون ہیں کہ انہوں نے مسئلے کو واضح کر دیا۔

جناب چیئرمین: نہیں، جی ملک کو ایک سنگین Constitutional crisis سے نکال دیا۔

پروفیسر خورشید احمد: لیکن جناب چیئرمین! یہ ایک حقیقت ہے اور میں آپ کے توسط سے یہ بات وزرائے کرام کی خدمت میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک شخص کے وزیر بن جانے کے بعد اسے حق ہے کہ اپنی ذاتی آراء رکھے، فکر کی آزادی ختم نہیں ہو جاتی، لیکن پارلیمانی حکومت، کیبنٹ حکومت کے کچھ آداب ہیں اور ان آداب کو اگر وزرائے کرام ملحوظ نہیں رکھیں گے تو فی الحقیقت ملک میں وہ انتشار پھیلانے کا ذریعہ بنیں گے اور اپنی حکومت، اپنی کیبنٹ کو misrepresent کریں گے انہیں یہ حق ضرور ہے کہ وہ اپنی ذاتی رائے کا اظہار کر دیں لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ ہمیشہ کہیں کہ حکومت کی رائے نہیں ہے یہ میری ذاتی رائے ہے میں ایک academic بات کر رہا ہوں جس کا کوئی تعلق ملکی نظام سے نہیں ہے لیکن اگر وزرائے کرام بار بار یہ بات کہیں کہ ملک کے چاروں صوبوں میں کوئی قانونی حکومت نہیں ہے۔ چاروں وزرائے اعلیٰ غیر قانونی ہیں جس کے معانی یہ ہیں کہ اگر وہ غیر قانونی ہیں تو ان کے تمام احکامات غیر قانونی ہیں تو یہ دراصل Height of irresponsibility ہے اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں اس بات کو کہ گورنمنٹ کیبنٹ کے آداب ہیں اگر وہ کیبنٹ میں ہیں تو ان کا فرض ہے کہ ان آداب کا لحاظ رکھیں اور ذاتی آراء کے اظہار میں احتیاط برتیں، شکریہ!

Mr. Chairman: Thank you. So, in view of the statement by the Minister for Parliamentary Affairs that this is his personal opinion and the entire Cabinet in fact sitting here is vociferously shaking their heads saying we don't agree, so in view of this would you like to press your motion?

Prof. Khurshid Ahmed: Not at all.

Mr. Muhammad Ali Khan: I would like to say one thing, Sir.

Mr. Chairman: Yes, Mr. Muhammad Ali Khan.

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, all the Ministers have collective responsibility, so the question does not arise when a Minister stands up in this House and says that this is his personal opinion. He should express that it is his personal opinion. Upto this very day he has not expressed it. He says that he is speaking according to the Constitution. So, if he personally says that it is his personal opinion even then we will think about it whether a person can express his personal opinion or not.

Mr. Chairman: You see, everybody has a right to express his personal opinion. You see, the question of Ministerial responsibility is not our problem.

Mr. Muhammad Ali Khan: Excuse me Sir, he has not expressed this thing that it is his personal opinion.

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں

جناب محمد علی خان: نہیں منسٹر آف پارلیمنٹری افیئرز نے کہا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں انہوں نے بھی کہا ہے اور یہ بھی personal opinion

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اِس کی میں clarification کر دیتا ہوں عرض یہ ہے کہ ابھی پولینڈ میں حکومت بنی ہے وزیر اعظم غیر کمیونسٹ لیا ہے۔

They are also taking the persons from the Communist Party. Have they changed their ideas, 'no'. Their personal, their party concepts they are holding but they are working for a common cause.

جہاں تک حکومت کا اس ملک میں لوگوں کی خدمت کا تعین ہے میں ان کے ساتھ ہوں اور اس ضمن میں، میں ان سے differ نہیں کرتا یہ میری پرسنل thinking ہے۔

I have got personal thought about the provision of the Constitution, which I expressed.

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

ایک دفعہ نہیں بلکہ سو دفعہ اسی ہاؤس میں پرائیویٹ ممبر ڈے پر میں نے clarify کیا تھا شاید پروفیسر صاحب موجود تھے اور انہوں نے اس دن اس کا نوٹس نہیں لیا اب بھی میں کہتا ہوں میرے خیال میں الیکشن ہونے چاہئیں وہ پروویژن یہی seek کرتا ہے

Election of the Chief Minister

Mr. Chairman: In view of the fact that the Minister of State for Parliamentary Affairs has said that this is his personal opinion and the Federal Minister for Parliamentary Affairs has clarified that this is not the opinion of the government or of the Cabinet. I feel that this is not a fit subject for an adjournment motion and honourable mover has withdrawn it. So, it stands withdrawn. جی جناب قاضی صاحب۔

قاضی عبداللطیف: with draw کر لیا۔

جناب چیئرمین: جی انہوں نے withdraw کر لیا وہ drop ہو گیا۔

قاضی عبداللطیف: بس میں آپ سے یہ درخواست کرنے والا تھا کہ آپ رولنگ نہ دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں میں نے کیسے رولنگ دینی ہے جب ہے ہی نہیں؟

قاضی عبداللطیف: اگر آپ اس پر رولنگ دیں گے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا سارا نظام بگڑ جائے گا ایک شخص بیٹھا ہے اور مسئول کی حیثیت سے بیٹھا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ذاتی رائے یہاں پر پیش کرتا ہوں یہ ذاتی رائے باہر ہمارے سامنے پیش کریں یہاں بیٹھ کر وزیر کی حیثیت سے وہ بولے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جی قاضی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, point of clarification.

جناب منسٹر آف پارلیمنٹری افیئرز نے کہا ہے کہ

interpretation lies with the superior courts.

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا لاء منسٹری interpretation کر سکتی ہے اور کیا وہ بائنڈنگ ہے۔

Mr. Chairman: You can not ask a question on a point of order. Sit down please.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, I want a clarification.

Mr. Chairman: Sorry, no clarification at this stage, ruled out. Next Adjournment Motion No.10, Prof. Khurshid Ahmed on the arrest of Indian saboteurs in Sindh.

II) RE: ALLEGED ARREST OF INDIAN SABOTEURS IN SINDH

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے میں تحریک التوا پیش کرتا ہوں

It has been reported in the 'Pakistan Observer' of today that Indian saboteurs have been arrested in the Province of Sindh in considerable number. Indian intervention in Pakistan's affairs is a serious national issue and I beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this situation.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Opposed.

Mr. Chairman: It is being opposed, Janab Professor Sahib briefly on the admissibility of this motion.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! پہلی چیز تو یہ ہے جس خبر پر میں نے اس کو مبنی کیا ہے وہ خبر یہ ہے

'Army *Jawans* have arrested a considerable number of Indian agents from interior of Sindh while carrying out relief and rescue activities in the flood hit areas. A group of the Indian spies have also been arrested by the Army people from Karachi during last week. According to the preliminary reports all of them are directly associated with Indian Army. Their basic assignment was to promote ethnic prejudices, carry out subversive activities and make all out efforts with the help of their Pakistanis accomplices to pitch Sindhi and non-Sindhi population against each other. They were provided protection by the non-Muslims minority which for obvious reasons is pro-India. According to eye witnesses as soon as the troops got close to rescue the villagers from flood hit areas, these agents who were also encircled in front of water got scared, their faces turned pale and in sheer fear they started uttering strange sentences like "we have no hands in subversion, please don't arrest us". The Army *Jawans* soon found the secret at the back of their intentions,

[Prof. Khurshid Ahmed]

arrested them and handed them over to concerned authorities.

جناب والا! جب میں اس بیان کو چیف آف آرمی سٹاف کی حالیہ پریس بریفنگ کے پس منظر میں پاتا ہوں جس میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ فوج نے سندھ میں Indian intervention پائی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ فی الحقیقت یہ ایک بڑا ہی serious مسئلہ ہے پاکستان میں پچھلے چار سال سے پاکستانیوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے اس ایوان نے بار بار اس مسئلے پر غور کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دل ماننے کو تیار نہیں تھیں کہ کسی بیرونی ہاتھ کے بغیر اس طرح بھائی بھائی کے ساتھ ظلم اور زیادتی کر رہا ہو کوئی نہ کوئی ہے جو اس کو manoeuvre کر رہا ہے اور اس test میں ڈال رہا ہے یہ evidence ایسی ہے جو ہماری آنکھیں کھولنے والی ہے اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Indian intervention اگر درست ہے اور ہمارے پاس کوئی بھی evidence موجود ہے اس سے پہلے مجھے یاد ہے کہ ایک سابق پرائم منسٹر نے publicly یہ بات کہی کہ انھوں نے ہندوستان کے پرائم منسٹر سے میسور میں سارک میٹنگ کے موقع پر یہ بات کہی کہ راجستان میں ۷۰ ایسے کیمپ ہیں جہاں پاکستان کے لئے saboteurs کو trained کیا جا رہا ہے اس پورے پس منظر میں ان معلومات کا سامنے آنا اور پھر آرمی چیف آف سٹاف کے بیان سے اس کی تائید کا ہونا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ملک کے ایک حساس اہم حصے میں، اس طریقے سے بیرونی مداخلت ہو رہی ہے یہ بیرونی مداخلت پاکستان کے لئے سیکورٹی کا مسئلہ ہے یہ بیرونی مداخلت پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات کے مختلف پہلوؤں کو ہمارے سامنے لاتی ہے ایک طرف وہ مسکرا مسکرا کر دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں اور دوسری طرف اس طرح چھرا مارتے ہیں اور تباہی مچانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے یہ حالیہ واقعہ ہے جس کے بارے میں میں نے قرارداد پیش کی ہے اسکے نتیجے میں جو ہو رہے ہیں صرف لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ نہیں بلکہ بڑے پیمانے پر سیکورٹی پرابلمز پیدا ہو رہے ہیں تو یہ تمام وجوہ ہیں جن کی بنا پر یہ ایک ایسا مسئلہ بنتا ہے جس پر اس ایوان کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ اور اس پر بحث کرنی چاہیے اور اس معاملے میں اپنے موقف کو قوم کے سامنے لانا چاہئے ان وجوہ کی بنا پر میں سمجھتا ہوں اس پر بحث ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! فاضل رکن نے جو پاکستان آبزرور پیپر اخبار سے specially یہ پڑھ لیا ہے کہ Indian saboteurs پکڑے گئے ہیں یہ حقیقتاً "من گھڑت کہانی ہے اور دوسری میری گزارش یہ ہے کہ اس نوعیت کی کم از کم تمام خبریں، آپ یہ نوٹ فرمائیں، اسی پیپر کی وساطت سے اس ملک میں آرہی ہیں، "پاکستان آبزرور" یہ جو لیسے... کر یہ غلط ہے۔

Mr. Chairman: So, you are saying

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is on the record.

Mr. Chairman: You are saying it is factually incorrect.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ factually بھی incorrect ہے اور --

Mr. Chairman: So I will rule it out of order on the ground that the Minister has denied the truth or the veracity of facts as stated in the Pakistan Observer's report. Half an hour is over, we now proceed to the next item on the agenda.

پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حکومت کو دو نہایت ہی فوری اہمیت کے معاملات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں میں ابھی کراچی سے آرہا ہوں وہاں پر کئی درجن اساتذہ نئی روشنی سکولوں کے آکر مجھے ملے ہیں اور انہوں نے مجھے اپنی مصیبت کا حال سنایا گو مرکزی حکومت اور مرکزی وزیر تعلیم نے انہیں یقین دلایا ہے کہ ان۔۔کے لیے صوبے کو پیسہ بھیج دیا گیا ہے لیکن چوتھا مہینہ ہے ان کو تنخواہ نہیں ملی ہے ان کی families سب تکلیف میں ہیں اور میں نے آکر سیکرٹری ایجوکیشن سے بھی بات کی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں گورنمنٹ کو متوجہ کر دوں یہ ایک خیر سگالی کا معاملہ ہے اور جب مرکزی حکومت نے صوبے کو پیسہ دے دیا ہے تو اس بات کی کوشش کریں کہ ان لوگوں کی تنخواہیں ان کو ملیں۔

Mr. Chairman: Begum Shanaz Wazir Ali

یہ آپ سے متعلقہ ہے

I will be grateful if you just kindly take note of what the Professor is saying.

پروفیسر خورشید احمد: میرا مقصد صرف آپ کو متوجہ کرنا ہے۔

Begum Shahnaz Wazir Ali: I will be very grateful if the Member kindly repeats himself.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب۔ آپ دوبارہ ذکر کر دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے کراچی میں نئی روشنی سکولوں کے کئی اساتذہ ملے اور انہوں نے بتایا کہ انہوں نے وزیر تعلیم سے رابطہ کیا تھا اور وزیر تعلیم نے انہیں بتایا ہے کہ ان کی تنخواہوں کے لیے ۱۳ کروڑ روپیہ مرکزی حکومت نے صوبے کو بھیج دیا ہے لیکن چار مہینوں سے ان کو تنخواہیں نہیں ملیں اور وہ سخت پریشانی میں ہیں میں نے سیکرٹری ایجوکیشن سے رابطہ کیا تو انہوں نے مجھے بتایا ہاں ہم نے پیسہ بھیج دیا ہے تو پیسہ جانے کے بعد ان بے چاروں کو تنخواہ نہ ملنا ایک انسانی مسئلہ ہے اس ضمن میں حکومت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرف آپ توجہ دیں۔

Mr. Chairman: You just take note of it.

Begum Shahnaz Wazir Ali: I have taken note of it.

Mr. Chairman: Thank you.

پروفیسر خورشید احمد: دوسرا مسئلہ جناب والا! ان نوجوانوں کے بارے میں ہے جو سی ایس ایس کے امتحانات میں بیٹھے ہیں اور پندرہ سال سے reallocation procedure جو ہے وہ ہمارے ملک میں رائج ہے جس کے نتیجے میں یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی متعلقہ سیٹ پر نہیں آتا، تو جو خالی جگہ ہوتی ہے، باقی افراد کو اس میں سے لیا جاتا ہے اسی طرح کوئی اگر اپنی پوزیشن کو دوبارہ improve کر لیتا ہے امتحان میں بیٹھ کر، تو جو جگہیں خالی ہوتی ہیں ان پر جو باقی لوگ competition میں بیٹھے ہیں، ان کو لیا جاتا ہے۔ لیکن حال ہی میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ re-allocation کا سسٹم ختم کیا جا رہا ہے اور جو جگہیں خالی ہو رہی ہیں بجائے اس کے کہ ان کو competitive process سے پورا کیا جائے ان کو کسی اور راستے سے پُر کیا جا رہا ہے یہ چیز صحیح نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کی وساطت سے حکومت سے اپیل کروں کہ جو نظام ہے اس کی حفاظت کیجئے۔ پندرہ سال سے یہ کامیابی سے چل رہا ہے اسے آپ investigate کر لیں اور اس سلسلے میں re-allocation کے سسٹم کی مناسبت سے جو لوگ in the line ہیں on merit ان کو موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! قاضی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ رات کو مجھے ایک وفد انجمن سپاہ صحابہ کے طلباء کا بھی ملا تھا اس وقت یہ اخبار میں بھی آیا ہے۔

"انجمن سپاہ صحابہ کے ارکان کی گرفتاری" پولیس کی طرف سے لاعلمی کا اظہار'

ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ہمارے تیس آدمی مسجد ہی سے گرفتار کر لئے گئے ہیں ضلعی انتظامیہ اور پولیس والوں سے دریافت کیا گیا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کسی کو گرفتار ہی نہیں کیا تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ آدمی کہاں ہیں اور اگر یہ آدمی اس طرح سے بند ہیں تو یہ حبس بے جا میں ہی ہوں گے ......

جناب چیئرمین: تو قاضی صاحب، یہ تو صوبائی حکومت سے متعلقہ ہے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! یہ اسلام آباد کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: اسلام آباد کی بات ہے؟

قاضی عبداللطیف: جی ہاں، اسلام آباد کی بات ہے۔

انجمن سپاہ صحابہ کے اسلام آباد کے راہنماؤں نے الزام لگایا ہے کہ اسلام آباد کی پولیس نے جمعہ کی رات موضع اللہ دتہ کی جامع مسجد سے، اس کے تیس سے زیادہ کارکنوں کو گرفتار کر لیا ہے انجمن نے اس واقعہ سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کرنے کے لئے اتوار ۲۴ ستمبر کو انجمن کا ہنگامی اجلاس طلب کر لیا ہے دریں اثناء اسلام آباد پولیس اور ضلعی انتظامیہ نے کارکنوں کی گرفتاری کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔

Mr. Chairman: I am sure, the honourable Minister will take note of it.

جو بھی وہ کر سکتے ہیں کریں گے۔ اگلی آئٹم۔

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! کچھ دن پہلے اس ایوان میں، میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا وہ یہ تھا کہ جو اس معزز ایوان کی کارروائی ہے وہ نہ صرف فارم میں صحیح ہونی چاہیے اور بلکہ سپرٹ میں صحیح ہونی چاہیے اس سلسلے میں میں نے گزارش کی تھی کہ ایک ایڈجرنمنٹ موشن یہاں لائی گئی تھی یا رول ۱۹۴ کے تحت ایک موشن یہاں move کی گئی تھی تو اس میں کئی issue

[Syed Zafar Ali Shah]

اٹھائے گئے تھے۔ میں نے یہ کہا۔

without prejudice to the feeling of the Members of the House on that issue.

جناب چیئرمین : اس پر میں نے یہی کہا تھا کہ اس پر کسی مناسب وقت میں بحث سن کر فیصلہ کریں گے۔

سید ظفر علی شاہ : جناب! میں صرف وضاحت کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں، میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ اس وقت آپ کی طرف سے یہ فرمایا گیا تھا کہ یہ ایڈجرنمنٹ موشن کو deal کرتا ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں، میں نے یہ نہیں کہا تھا، میں نے یہ کہا تھا کہ آپ کی بات بڑی اچھی ہے، مناسب موقع پر آپ سے پوری بات سن کر، بحث سن کر، کسی مناسب وقت پر فیصلہ کریں گے۔

سید ظفر علی شاہ : آپ نے صحیح فرمایا تھا لیکن اس میں تو clear ہے جواب کی ہیں کہ directions issued by the Chairman

The rules pertaining to the adjournment motions will apply *mutatis mutandis* to the motion under Rule 194

Mr. Chairman: There can be no such direction. I cannot even imagine how can rules of adjournment motions apply to motions under Rule 194.

Syed Zafar Ali Shah: You will kindly refer to this direction issued by the Chairman.

Mr. Chairman: No Chairman can issue such a direction. میں دیکھے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ کوئی چیئرمین یہ direction نہیں کر سکتا کہ rules of adjournment motions will apply to motion under Rule 194.

Syed Zafar Ali Shah: Sir, as long as this book is concerned which pertains to rules.....

Mr. Chairman: I just can't imagine any book containing

یہ کہاں لکھا ہوا ہے یہ کس صفحہ پر ہے۔

Syed Zafar Ali Shah: Sir, on page 102.

جناب چیئرمین: پڑھیں جناب کہاں لکھا ہے کہ ایڈجرنمنٹ موشن کو apply کرے گا۔

Syed Zafar Ali Shah: Certain provisions of Chapter 11, to apply..

Mr. Chairman: What is Chapter 11? Does it deal with the adjournment motions? Let us see Chapter 11 کیا کہتا ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Rule 119 to 130.

جناب چیئرمین: یہ تو Resolutions کا Chapter ہے۔

Syed Zafar Ali Shah: Resolutions.

جناب چیئرمین: تو پھر آپ کہہ رہے ہیں کہ ایڈجرنمنٹ موشن کا ....

سید ظفر علی شاہ: تو آپ اس پہ agree کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں بالکل agree کرتا ہوں کہ یہ جو لکھا ہوا ہے کہ Chapter 11 will apply اس سے تو کوئی اختلاف نہیں ہے اختلاف مجھے اس بات پہ ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ ایڈجرنمنٹ موشن پہ apply کریں گے اور یہ ہو نہیں سکتا ہے شاہ صاحب، Adjournment Motion is totally a different concept.

سید ظفر علی شاہ: آپ یہ صحیح سمجھتے ہیں کہ ایک ہی issue ہونا چاہیے یا کئی issues ہونے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: جناب میں نے آپ سے کہا ہے کہ I totally agree with this کہ یہ سوال کہتا ہے میں نے آپ سے یہ عرض کیا تھا کہ وہ agreed resolution آرہا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ مناسب موقع پہ جب کوئی ایسی بحث ہوگی۔

When there is a contentious issue before the House I will listen to your arguments. I will listen to the honourable Minister for Parliamentry Affairs and the Minister of State and then I will give a ruling.

اس وقت تو کوئی موقع نہیں ہے۔ شکریہ you agree کہ ایڈجرنمنٹ کے رولز اور ہوتے ہیں اور رول ۱۹۲ کے تحت موشن اور ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین میں simple سی گزارش کرنا چاہتا ہوں

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

Adjournment motion is also a substantive motion. This is also anything coming under command of Rule 194 or dealt with the substantive motions and they are self-contained and all the principles incorporated in the adjournment motions are equally applicable to this substantive motion. I prove it.

Mr. Chairman: We will see.

جب کوئی مناسب موقع ہوگا تو آپ کو بھی سن لیں گے ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: The honourable Minister is very right.

Mr. Chairman: I don't agree with you. Sorry.

Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman...

Mr. Chairman: Please Prof. Khurshid, no. Sorry. We don't have to go into this. I don't agree with it at all. The adjournment motion which deals with a matter of urgent importance, that deals with the substantive motion under Rule 194. I don't agree.

پروفیسر خورشید احمد : اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس پر اتنی precedents موجود ہیں کہ جب چاہیں لے لیں ہم اسے قبول کرتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب ، اس کی کوئی ضرورت نہیں ۔

I am very clear in my mind but neverth less we cannot deny the honourable Minister's opportunity to state his personal opinion on a matter of public importance.

Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, it is an attempt to present irrelevant things as supplementation.

جناب چیئرمین : نہیں نہیں اس وقت تو میں نہیں کہہ سکتا

It may be highly relevant but this is my view.

پروفیسر خورشید احمد : یہاں لکھا ہوا ہے کہ Rule 119 to 130 رول نمبرہ ۷ کا یہاں ذکر نہیں ہے ۔

Mr. Chairman: That I know, I am very clear in my mind.

I am saying that adjournment motion is totally a different

species from a motion under Rule 194, or a substantive motion or an adjournment motion. It is quite clear as far as I am concerned, I am very clear. But nevertheless, I do agree that the Minister of State has a right to express his opinion and so has Shah Sahib. I have great respect for his legal acuemen also. Shah Sahib has also the experience of being Deputy Speaker, I think, in the then West Pakistan Assembly, and we always admired him when he used to raise these matters in the last National Assembly. So, I have great personal regards for him but I think, we will take it up at the appropriate stage.

آج کوئی موقع نہیں جب موقع آئے گا دیکھ لیں گے۔

Next item on the agenda, I think, it is No.2.

Mr. Bijarani on a point of order.

Mr. Hazar Khan Bijarani: Sir, it has been decided by the House that may motion on the provincial autonomy would be taken up on priority before any other item is discussed.

Mr. Chairman: Is that alright? Is that agreed?

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلاشبہ یہ موشن بڑی اہم ہے ہم آج بھی زیادہ وقت اسی کو دینا چاہتے ہیں یہ نہیں ہے کہ ہم اس کو وقت دینا نہیں چاہتے لیکن پرائیویٹ ممبرز ڈے ہفتہ میں ایک ہی بار آتا ہے اور اس سیشن میں یعنی آج کے بعد شاید ایک بار اور آئے اور یہیں چونکہ جیسے آپ سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ایک دو، کانفرنسوں میں شرکت کے لئے مجھے ملک سے باہر جانا ہے میرے لئے تو یہ آخری موقع ہے کہ سیشن کے اندر کہ میں پرائیویٹ ممبرز ڈے پر چاہوں گا کہ تھوڑا سا وقت ہمیں آپ دے دیں تا کہ جو چیزیں ہمیں technically intsoduce. کرنی ہیں وہ introduce کر دیں اس کے بعد جو discussion ہے وہ بعد میں ہو گی اور سارا کام اسی تحریک پر ہو جس پر ایوان غور کر رہا ہے دو دن ہم پہلے اسے دے چکے ہیں اور آج کوشش کریں کہ اس کو مکمل کر لیں اس کی اہمیت کے ہم سب قائل ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اس کو وقت دیا جائے لیکن چونکہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کی کچھ limitations ہیں اس لئے میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ کم از کم جو چیزیں ہمیں کرنی ہیں وہ آج ہی کر لیں۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! میں تمام آنریبل ممبرز کا مشکور ہوں۔ ہوتی صاحب بھی تشریف فرما تھے کہ اس کے بارے میں یہی فیصلہ ہوا تھا کہ

It should be deferred. It should not be taken today. It has got certain troubles.

اس پر مزید غور کی ضرورت ہے ابھی بہت سارا سلسلہ ہے۔

and all the honourable Senators were very kind enough to agree that it should be deferred and should not be taken up today, at all costs.

تو اس میں، میں پروفیسر صاحب سے معذرت کے ساتھ گزارش کروں گا کہ آنریبل سینیٹرز کا اور ہمارا سب کا یہ خیال ہے کہ اس کو ابھی نہ لیا جائے۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب! آپ کا کیا خیال ہے۔

قاضی عبد اللطیف : جناب والا! اس کا محرک میں ہوں اور میرا یہ حق ہے کہ اُسے میں پیش کروں آج اسے پیش ہو جانا چاہیئے اسکے بعد اگر یہ ایوان اس کے متعلق ترامیم انہوں نے دی ہیں تو فبہا اس لئے یہ بحث 1985ء سے چل رہا ہے اور اس پر تمام ایوان نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے صرف ایوان نہیں بلکہ باہر کی دنیا نے بھی کیا ہے اس وقت آپکو معلوم ہے جناب والا! اس پر ہم نے مختلف مکاتب فکر کے حضرات کو بھی بلایا ہے اور وہ سب تشریف لائے اور اسی پر انہوں نے اپنی رائے کا اظہار بھی کیا اور یہاں پر معزز حضرات پر کمیٹی منتخب کی گئی تھی اور انہوں نے اس پر دو مہینے گزارے ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ اس کے بعد اس کے اندر ترامیم کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہے گی جب ترمیمات کی ضرورت ہی نہیں رہے گی تو اسے پیش کر کے پاس کر دیا جائے تو اس کے اندر وقت کیوں لگے گا؟

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین! میں بھی چونکہ اس بل کا محرک ہوں تو میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک بڑا مظلوم بل ہے چار سال سے اس کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے پھر اس ایوان نے متفقہ طور پر ایک کمیٹی بنائی اور اس میں اس ایوان کے سرکردہ اور چیدہ چیدہ حضرات بیٹھ گئے اور انہوں نے بڑی محنت سے اس میں سے ہر اختلافی اور نزاعی چیز کو نکال کر تمام مکاتب فکر کو رائے کا موقع بھی دیا اب سینیٹ بحمد اللہ کی اکثریت اس بل کے حق کے میں ہے اور ایک ہی ہمیں پرائیویٹ ممبرز

ڈے کا موقع ملا ہے تو محرکین اور اکثریت کی رائے لئے بغیر اگر ایک وزیر صاحب کہتا ہے کہ اسے ڈیفر کر دیا جائے تو ہمیں تو معلوم نہیں ہے کہ کس سے مشورہ کیا ہے میرے خیال سے بہلکہ بل کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوگا اب اس پر تمام مراحل گزر چکے ہیں تو اس پر ایوان کو اظہار خیال کا موقع دیا جائے۔ اگر کچھ حضرات ترامیم دینا چاہیں تو ہم انکو روک تو نہیں سکتے لیکن جس اتفاق رائے اور محنتوں کے بعد اسے آخری شکل دی گئی ہے تو میرا خیال ہے کہ اسے مزید لمبا کرنے کی بجائے اگر یہ ایوان منظور کرے تو ملک، قوم اور اللہ کے ہاں سرخروئی کا باعث ہوگا۔

قاضی عبداللطیف: میرا خیال ہے انہوں نے فرمایا کہ کوئی اگر ترامیم دینا چاہیئے لیکن ترامیم کا وقت تو گزر چکا ہے اس لئے کہ پچھلے اتوار کو یہ پیش کر دیا گیا اور دو دن ہوتے اس کے لئے اور انکو ایک ہفتہ ملا ہے اب اس وقت تک اگر کسی نے ترامیم نہیں دی ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ ------

جناب چیئرمین: قاضی صاحب! اس بل کی اہمیت.....

جناب شاد محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر! حضور والا! یہ بات تو میں ماننے کے لیے تیار ہوں کہ روزمرہ اس ہاوس میں ایک نیا طریقہ adopt کیا جا رہا ہے کہ اسکو ڈیفر کرو اسکو سامنے لاؤ، اسی کو آگے اس کو پیچھے لاؤ، تو کوئی بات ہوتی ہے ہم مان لیتے ہیں ہم بھی اس ہاوس کے ممبر ہیں ہمیں بھی اس کا حق حاصل ہے کہ کسی چیز میں ہمیں ہمنوا بنایا جائے ہم کو convince کیا جائے کہ اس چیز کے ڈیفر کرنے کی کیا وجوہات ہیں دو سال سے private motions آر ہے ہیں اور ڈیفر ہونے کا شکار ہو رہے ہیں بغیر ہمارے پوچھے خدا را اس شریعت بل کو مذاق نہ بنائیں حضور والا! شریعت بل جیسے آیا ہے دو مہینے سٹینڈنگ کمیٹی نے meet کیا، اور مختلف مکاتب فکر کے لوگ سامنے آئے ہیں اور رپورٹ میں حکومت کا بھی point of view موجود ہے علماء کے انٹرویو بھی ہوئے ہیں اب اسے انتشار کا شکار بنانا اس قوم کے ساتھ اور اسلام کے ساتھ مذاق کرنے کے مترادف ہے لہذا حضور والا! میں یہ بھی ریکارڈ پر لاؤں گا کہ اگر نواں ترمیمی بل سرد خانے میں نہ چلا جاتا اور من وعن قومی اسمبلی پاس کر دیتی تو آج اس شریعت بل کی ضرورت ہی نہ پڑتی اس میں نفی العفو لغا دیر یعوۃ کی provision تھی اس میں عائلی قوانین کی منسوخی کا پروگرام تھا اور اس کا یہ خمیازہ بھگتنا

[Mr. Shad Muhammad Khan]

پڑا کہ اسمبلی کا وجود ہی ختم ہو گیا لہٰذا میں اس پر اصرار کروں گا کہ اس شریعت بل کو من وعن پاس کیا جائے۔ اس میں ترامیم کی ضرورت بھی نہیں ہے اور میرا اپنا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ اسلام کے ساتھ مذاق کرنے میں خدا اپنا قہر نازل کرے گا لہٰذا آپ اس کو پاس کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، جناب اس میں چونکہ یہ اہم مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنے اتفاق رائے سے اس کے مختلف مراحل جو ہیں وہ طے ہوں تو وہ بہتر ہے تو میں گزارش کروں گا کہ کسی طرح آپ اتفاق کر کے پروفیسر صاحب محمد علی ہوتی صاحب، منسٹر صاحب جو بھی حضرات ہیں کوئی ایسا ہو جس سے ہم باہمی رضامندی سے چل سکیں تو can you suggest پروفیسر صاحب کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟ May I know the sense of the House in this matter.

مولانا سمیع الحق: پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین! ہم سے کبھی پوچھا کریں ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں اور اس سے ہمارا تعلق ہے ایک دو افراد کو صرف تمام امور میں consult کیا جاتا ہے حضرت ہم سے اتفاق رائے کے لیے ہماری کئی گھنٹے meetings ہوئی ہیں وزیر امور مذہبی اس میں تشریف رکھتے تھے۔۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب آپ کا اتفاق سب سے زیادہ ضروری ہے آپ اور قاضی صاحب تو محرکین ہیں اس بل کے۔۔۔

مولانا سمیع الحق: میرا خیال ہے کہ سب ایوان کا اتفاق ہے اور حکومت کا ہرگز اس سے اتفاق نہیں ہوگا۔۔۔

جناب چیئرمین: میں صرف یہ مشورہ کر رہا تھا کہ کیا طریقہ کیا جائے تاکہ مجھے پتہ چلے کہ ہاؤس کا So, that I know the sense of the House. sense کیا ہے۔۔۔۔

مولانا سمیع الحق: حضرت یہ بڑا حساس معاملہ ہے اگر خدانخواستہ ہم نے۔۔۔

جناب چیئرمین: اگر حساس نہ ہوتا تو مولانا صاحب میرے پاس سیدھا طریقہ تھا کہ yes اور no کر دو اور فیصلہ کر دو۔ یہ حساس ہے تو میں اسکی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے آپ سے مشورہ کر رہا ہوں How do I find out the sense of the House.

مولانا سمیع الحق: اگر چار پانچ میں اتفاق رائے نہ ہو سکا تو اب کیسے ہو سکتا ہے آپ کو امید

ہے کہ اتفاق رائے ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: اتفاق رائے اس وقت میں اس پر نہیں کہہ رہا، اتفاق رائے اس پر کہ اسکو اب کیسے آگے چلایا جائے میں اس پہ کہہ رہا ہوں کہ اس پر رائے کیا ہے کس طرح معلوم کیا جائے۔ Prof. Sahib can you suggest any measures?

پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میں ایمانداری سے یہ رائے رکھتا ہوں کہ اس بل کے بارے میں consensus پیدا کرنے کی بے پناہ کوشش۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ تو علیحدہ مسئلہ ہے That is a different issue. اس وقت تو۔۔۔

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: اس وقت فنی اعتبار سے جس مقام پر ہیں وہ یہ ہے کہ سپیشل کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں، سپیشل کمیٹی کا ترمیم شدہ بل ایوان میں آچکا ہے اب اگر اس میں کسی کے پاس کوئی ترامیم ہیں تو clause by clause discussion میں وہ ترامیم سامنے آجانی چاہئیں مجھے پتہ نہیں کہ ترامیم move ہوئی ہیں یا نہیں اور اگر کوئی افراد یہ چاہتے ہیں کہ ترامیم کے لئے انکو وقت درکار ہے تو محرکین کے مشورے سے انکو اکاموڈیٹ کرنے کی کوشش کریں اس لئے میں نے پچھلی مرتبہ یہ بات کہی تھی کہ ہم چھ دن دے رہے ہیں دو دن کے بجائے یہ اس اثنا میں اپنی ترامیم move کردیں

Mr. Chairman: Are there Members wanting to move amendments in this Bill.

(Pause)

جناب چیئرمین: بنگلزئی صاحب، حسن اے شیخ صاحب، جمال سید میاں، کبرانی صاحب اچھا آپ ترامیم دینا چاہتے ہیں جی محمد علی خان صاحب۔

جناب محمد علی خان: جناب! جہاں تک بل کا تعلق ہے کوئی لاسخ العقیدہ مسلمان اسکی مخالفت نہیں کرے گا اسکو ہم پیش کر چکے ہیں لیکن اس میں ترامیم کے لیے مزید وقت ساتھی ممبران کو دیا جائے تاکہ وہ ترامیم پیش کر سکیں اور جناب والا! میں نے ترامیم آج تک اس لیے پیش نہیں کیں کہ ہم نے ایک کمیٹی بنائی تھی کہ محرکین کے ساتھ اس بارے میں بات کریں۔ لیکن بیچ میں دو دن چھٹی آگئی وہ سارے چلے گئے اور اس وقت لوگوں کا خیال تھا کہ آج evening session ہوگا لہذا

[Mr. Muhammad Ali Khan]

ہمارے بعض ممبران یہاں موجود بھی نہیں ہیں جناب والا! قاضی صاحب کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اگر ہمیں یہ موقع دے دیں اور اگلے اتوار کو لے لیں تو ہم اس میں ترامیم دے سکیں گے اور پھر اسکو شق وار لے لیں گے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میری آپ سے، محمد علی خان صاحب سے اور ایوان سے اتنی گزارش کروں گا کہ اگر وہ ترمیمات کی مزید اجازت چاہتے ہیں جب کہ آپ اس کا فیصلہ دے سکتے ہیں کہ ایک ہفتہ گذر چکا ہے آج تک ترمیمات نہیں آئیں اور قانون کے تحت وہ اس وقت ترامیم نہیں دے سکتے لیکن پھر بھی اگر آپ کہتے ہیں دو تین آدمی کھڑے ہوئے ہیں کہ وہ ترامیم دیں گے تو میں گزارش کروں گا تو پھر اسکے لیئے صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس کو پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیئے ملتوی نہ کریں پھر کل پرسوں ترسوں کو لیں اور اس اجلاس کے اندر ہی فیصلہ کر دیں ایک اتوار ہی تو اور آئے گا اور اسکا معنی یہ ہے کہ یہ پھر ڈیڑھ دو سال کے لیئے مؤخر ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: نہیں اگلی اتوار کو 31 ———

قاضی عبداللطیف: تو پھر صورت حال یہ ہے کہ اگر وہ ہم سے کہنوانا چاہتے ہیں کہ ہم ان کو ترمیمات کے لیے وقت دیں ———

Mr. Hasan A. Shaikh: May I have a word, Sir.

Mr. Chairman: Yes please.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, we were supposed to meet Maulana Abdul Latif Sahib this morning at about Nine O'clock. I was told that the Committee will explain to him the difficulties that we have before us and he may consider them. I think Mr. Minto had gone and spoken to him to meet today. Mr. Bijarani also was to come. I came at 9 O'clock but because of some mis-understanding others did not come at 9 O'clock. They came later and Qazi Sahib came much later. He came almost about the time of the House. Therefore, we could not speak to him. We had a meeting of our party and there we decided to discuss with him (Qazi Latif Sahib) certain aspects of the matter because particularly certain strong statements have been made in respect of this Bill in the press. We do not want a controversy to be unnecessarily prolonged in this matter. Now taking this matter up after two or three days probably will also not be possible because, as you

know, Sir, there is a Senators case in the Karachi High Court.

I am supposed to go there, I am going this evening because the case will be heard tomorrow morning. And it is a full bench case; you know as you are an accomplished lawyer, a well experienced lawyer, it may go on for days. I don't know when it will be finished. Therefore, my suggestion would be for the time being it may be adjourned, may be next working day on Sunday he may remain present by that time. I am almost certain that the case will be over if it goes on, I don't know it may also be adjourned one doesn't know, the Government may seek adjournment, one doesn't know what will happen. Therefore, my suggestion would be for the time being it may be deferred. We will sit together, we will discuss with them if they agree. We can't force them to agree to our point of view. May be, they may agree, may be, they may not agree, but I think it may be deferred. And I want to endorse what Mr. Bijarani said, on the last occasion it was decided that this will have priority, although everybody knew that Sunday was going to be Private Members' Day and this motion of Mr. Bijarani will get a priority today, this was decided.

جناب چیئرمین: قاضی صاحب ان کی گزارش یہ ہے۔

قاضی عبداللطیف: ان کی گزارش میں نے سن لی ہے جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ مجھ سے منٹو صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم نے کمیٹی رکھی ہوئی ہے میں نے کمیٹی کے نام ان سے نہیں پوچھے۔ وہ آپ سے بات کرے گی۔ میں نے کہا میں حاضر ہوں جس وقت آپ فرمائیں اگر واقعتہً یہ اتنا اہم تھا تو جمعہ کے دن بھی بیٹھ سکتے تھے اور ہفتے کے دن بھی بیٹھ سکتے تھے لیکن ان حضرات نے نہ تو ہفتہ کا دن مقرر کیا نہ جمعہ کا۔ یہ فرمایا گیا تھا کہ اتوار کو اجلاس شام کو ہوگا لہذا صبح بیٹھیں گے میں نے صبح پروفیسر صاحب سے گزارش کی کہ آپ تقریباً پونے دس بجے پہنچ جائیں ممکن ہے کوئی حضرات آئے ہوئے ہوں شاید ان سے کوئی بات چیت ہو جائے تو تقریباً تقریباً میرے خیال میں دس منٹ کم ہی بھی پہنچ گیا اور پروفیسر صاحب بھی پہنچ گئے یہاں پر صرف دو حضرات آئے ہوئے تھے جب کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ چار پانچ آدمی شاید اس میں انہوں نے رکھے ہوئے ہیں۔

جناب حسن اے شیخ : قاضی صاحب میری بات مان لیجئے میں نو بجے آیا تھا۔

جناب چیئرمین : شیخ صاحب بیٹھیے۔ ذرا بات کرنے دیجیئے۔

قاضی عبداللطیف : میں نے تو یہ کہا کہ آپ آئے ہوئے تھے میں نے یہ تو نہیں کہا کہ آپ کا وقت میں نے مقرر کیا۔ میں نے تو یہ کہا کہ یہ دو حضرات آئے ہوئے تھے لیکن یا ان میں سے نہیں تھے اور مجھ سے تو بات کی تھی منظور صاحب نے۔ مجھے یہ علم نہیں تھا کہ اس میں شیخ صاحب بھی ہیں بجرانی صاحب بھی ہیں فلاں صاحب بھی ہیں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس میں بجرانی صاحب جیسے لوگ بھی ہیں تو میں خود ہی ان سے رابطہ کر لیتا اور دوسروں سے بھی رابطہ کر لیتا مگر مجھے یہ علم تھا نہیں کہ اس میں کون کون ارکین ہیں اب میری گذارش یہ ہے کہ بیلا گیا ایک آدمی (شیخ صاحب) ان میں نہیں ہوگا چار پانچ آدمی دوسرے بھی ہونگے پانچ آدمیوں کی کمیٹی جب بنائی گئی ہے تو ایک آدمی کے لئے اسے کیوں ملتوی کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پھر میری یہ گذارش ہوگی کہ آپ اس کو پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لئے ملتوی نہ کریں خدا کے لیے اب اس کو چلنے دیں یہ صورت ہو سکتی ہے اور اگر آپ پھر کہیں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیے ہوگا اب پرائیویٹ ممبرز ڈے کیلئے کون سی یہ ضمانت ہے کہ اس دن آپ اس کو ختم ہی کرالیں گے مسترد کر دیں تب بھی ٹھیک ہے اور پاس کر لیں تب بھی ٹھیک ہے کچھ تو کردہ اس کے ساتھ ۱۹۸۵ سے یہ بل چل رہا ہے آخر اتنا ظلم بھی کہیں ہوتا ہے؟

جناب چیئرمین : جناب سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق : جناب والا! میں بھی اور آپ بھی خود قانون کے محافظ ہیں آپ کے سامنے سارے ضوابط اور ساری کارروائی موجود ہے یہ ترامیم اس وقت داخل کرنی چاہیئے تھیں اب اصولاً تو اس مرحلے میں اس پر دفعہ وار بحث شروع کی جائے۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب! اس مسئلہ پر میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جو بل بھی اس ایوان سے جائے وہ اس ایوان کی رائے کی عکاسی کرتا ہو تو اس لیے میں اس میں نہیں جاؤں گا کہ جی چار گھنٹے پہلے اور دس گھنٹے پہلے نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز بھی یہاں سے جائے وہ اس ایوان کی رائے کی عکاسی کرے اور بہترین چیز ہو تاکہ لوگوں کو بھی احساس ہو کہ اس اعلیٰ ایوان نے اس قسم کے اقدامات کئے۔

مولانا سمیع الحق : مجھے آپ سے اتفاق ہے اس وجہ سے ہم نے دوبارہ ایک کمیٹی بنائی جب

کہ سارے مراحل پورے ہو چکے تھے تاکہ اتفاق رائے حاصل ہو جائے اب انسان کے بس میں جو بھی ممکن ہو سکتا ہے اتفاق رائے کے لیئے وہ سب کچھ کر لیا گیا اب اگر ایک شخص کہے کہ میں دوبارہ اختلاف کرتا ہوں یا اتفاق سے کوئی ایک ممبر اپنی مصروفیات کی وجہ سے کہیں جاتا ہے تو اس ایوان میں ہر کمیٹی میں ہر بل میں سارے کمیٹی کے ارکان موجود نہیں رہتے کسی کے عوارض ہوتے ہیں کسی کے مقدمات ہوتے ہیں تو اب اگر اس کو ملتوی کریں ایک دن ہے وہ بھی گزر جائے گا اور اس کے بعد یہ چیز سامنے آ جائے گی کہ یہ سینیٹ بھی اس معاملے میں جس طرح وفاقی حکومت کا نقطہ نظر ہے تاخیر کی مرتکب ہو رہی ہے خدانخواستہ یہ نہ ہو کہ ہم اور وہ ایک کشتی میں سوار ہو جائیں یہ ایک نازک حساس معاملہ ہے اور آپ کے سارے کیے کرائے پر پانی پھر سکتا ہے میں آپ کو اتنا سا اشارہ دے دوں ...

جناب چیئرمین: یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دو علیحدہ مسئلے ہیں ایک یہ ہے کہ بل پر اتفاق رائے ہو وہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے وہ میرے خیال میں موجودہ بحث سے متعلق نہیں ہے اس وقت جو طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے تاکہ ممبران جو ہیں اس پر کھل کر بات کر سکیں جس نے کوئی ترمیم دینی ہے وہ دے سکے آپ کا آپس میں مشورہ ہو آپ ایک دوسرے کی بات کو اچھی طرح سمجھیں ایوان کے اندر بھی سمجھیں اور ایوان کے باہر بھی سمجھیں تاکہ جو بھی بل یہاں سے نکلے وہ جس طرح کہ میں نے عرض کیا ہے اس ایوان کی سوچ کی نمائندگی کرتا ہو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل بڑا اہم ہے اور اس پر بڑا وقت صرف کیا گیا ہے بڑی محنت کی گئی ہے اس لیئے میری گزارش یہ ہو گی کہ اگر آپ اس سے اتفاق کریں تو کراچی میں جو مقدمہ ہو رہا ہے وہ کسی ایک شخص کا نہیں ہے۔ وہ سارے ایوان کا ہے سارے سینیٹ کا مقدمہ ہے اور وہ کراچی میں ۲۵ تاریخ کو ہو گا۔

مولانا سمیع الحق: جو سینیٹ شریعت بل پاس نہ کرے اسے ٹوٹ جانا چاہیئے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں نقطہ وضاحت پر کھڑا ہوں۔ ایک وضاحت چاہوں گا وہ یہ ہے کہ بل داخل ہونے کے بعد قواعد کے لحاظ سے کیا پوزیشن ہے کہ ترمیمات کتنے دن تک دی جا سکتی ہیں؟

جناب چیئرمین: قواعد کے لحاظ سے یہ لکھا ہوا ہے جی یہ رول ۹۴ ہے ordinarily کا مطلب ہے عام طور پر۔ یعنی یہ ایک Mandatory یعنی لازم نہیں ہے عام طور پر Notice of an amendment ترمیم کا جو نوٹس دیا جائے گا۔ وہ دو دن کا ہو گا اور

[Mr. Chairman]

دو دن قبل اس دن سے جب یہ بل زیر غور آئے گا لیکن چیئرمین کو اختیار ہے وہ اس کو مختصر بھی کر سکتا ہے تو یہ دانستہ طور پر اس رول کو اس طریقے سے رکھا گیا ہے۔

قاضی عبداللطیف: یہ کون سا رول ہے؟

جناب چیئرمین: یہ ۹۴ ہے۔

قاضی عبداللطیف: اس کا مقصد ہے کہ ہم آپ کے رحم وکرم پر ہیں۔

جناب چیئرمین: میں آپ کے رحم وکرم پر ہوں۔

قاضی عبداللطیف: آپ جس طرح فرمائیں ٹھیک ہے پھر ہم بھی اپنا فیصلہ کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: لیکن ordinarily کا جب لفظ استعمال ہوتا ہے تو چیئرمین عام طور پر ایوان کی رائے کے مطابق چلتا ہے یعنی یہ ڈکٹیٹرشپ نہیں ہے جمہوریت ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ میرا دل تو یہی چاہتا تھا کہ ہم آج ہی اس پر گفتگو شروع کر دیں لیکن دوسری طرف ہمارا دل یہ بھی چاہتا ہے کہ ہمارے کسی بھی بھائی کو شکایت نہ ہو تو میں باادب درخواست کروں گا دونوں محرکین سے کہ اگر وہ ان دو میں سے ایک تجویز کو مان لیں اور آپ بھی کہ یا ہم تین دن دے کر، کل تو ایوان ہے نہیں۔ جمعرات کو ڈسکشن کر لیں اس پر اور یا پھر اگر یہ لوگ تیار نہیں ہیں تو اگلے اتوار کو لے لیں لیکن پھر اس میں مزید تاخیر نہ کی جائے جو ترامیم آئی ہیں وہ لازماً آ جائیں اور ہم ان کو ڈسکشن کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب، یہ جو کمیٹی آپ نے بنائی ہوئی ہے اس کا سربراہ کون ہے؟

Mr. Hasan A. Shaikh: I have that responsibility, Sir.

جناب چیئرمین: آپ سربراہ ہیں تو پھر میرے خیال میں یہ ذمہ داری آپ کی ہے کہ جو وقت بھی ملے اور اس کو بہترین طریقے سے استعمال کریں اگر آپ مصروف ہیں کراچی میں ۔ ۔ ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I had thought everybody will be here at 9.00, I was sharp at 9.00.

Mr. Chairman: I know, I sometimes set my watch by your punctuality and I have been doing it for some time.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ قاضی صاحب میں ان سے بات کر لوں۔

Mr. Hasan A. Shaikh: If the case is adjourned tomorrow ....

(Interruptions)

قاضی عبداللطیف: سن نہیں رہے آپ تو فیصلہ کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں فیصلہ نہیں کر رہا ہوں۔

قاضی عبداللطیف: پروفیسر صاحب نے ایک رائے دی ہے اس پر آپ غور فرمائیں

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں نہیں میں کوئی فیصلہ نہیں کر رہا قاضی صاحب میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا قاضی صاحب ذرا آپ تشریف رکھیں میں کوئی فیصلہ نہیں کر رہا۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I was saying that if the case is adjourned tomorrow, I get a return seat, I will come back immediately. I wouldn't stay in Karachi, I have no other work, because I have got general adjou nment for all other cases, except for this case

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کچھ اور سینیٹر صاحبان بھی اس سلسلے میں کراچی جا رہے ہیں

Mr. Hasan A. Shaikh: I was told so.

جناب چیئرمین: کچھ already کراچی میں ہیں اور وہ رک رہے ہیں جی قاضی صاحب فرمائیں۔

قاضی عبداللطیف: میری تجویز کا کیا ہوا؟

جناب چیئرمین: کیا تجاویز آ رہی ہیں مجھے بتائیں ناں۔

قاضی عبداللطیف: میں نے یہ تجویز دی تھی کہ اگر آپ کمیٹی کی رائے سننا چاہتے ہیں اور ترمیمات کے لئے ان کو مزید وقت دینا چاہتے ہیں تو پھر یہ قید اڑا دیں کہ اس کو پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لیا جائے گا پھر اس کو سرکاری طور پر بھی چلایا جائے گا اگر یہ نہیں ہوگا تو پھر ٹھیک ہے جس طریقے سے آپ اس کا حشر کریں، کریں ہم اس میں نہیں بیٹھیں گے۔

جناب چیئرمین: .... مولانا صاحب آپ کی بات بھی سن لی ہے۔

مولانا سمیع الحق: میں اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر نہیں ہوں گا اگر اس طرح ایک آدمی ضروری کسی اور کیس میں جا سکتا ہے تو پھر میری مجبوریوں کا بھی لحاظ رکھا جائے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر یہ

[Maulana Samiul Haq]

لازمی تو نہیں ہے آپ اس رول کو معطل کر کے کل پرسوں ترسوں کسی وقت بھی لے سکتے ہیں پھر جمعرات کو لے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: خان بہادر صاحب، یہ آپ سے بھی متعلقہ ہے اس کو پھر جمعرات کو لے لیں؟

خان بہادر خان: جناب مجھے کوئی اعتراض نہیں، آپ کسی وقت لے سکتے ہیں، آپ نے اس وقت یہ فرمایا کہ ترامیم کے لیے ہم کوئی وقت بھی مقرر کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ترامیم کے لیے وقت مل جائے گا اگر ہم جمعرات کو لیں تو آج سے لے کر جمعرات تک پورا وقت دیں گے کہ جو بھی ترامیم دینا چاہیں، دے دیں۔

خان بہادر خان: ہمیں کوئی اعتراض نہیں جس وقت یہ لینا چاہیں لے لیں۔

جناب چیئرمین: So, I think what we will do is کہ اب سے لے کر جمعرات تک اس بل سے متعلق جس نے کوئی ترمیم دینی ہے وہ مہربانی کر کے دے دے اور اس کو پھر ہم جمعرات کے دن لے لیں گے اور اس پر باقاعدہ جو بھی کارروائی ہوگی وہ کریں گے

(مداخلت)

Mr. Hasan A. Shaikh: I have to go to Karachi.

جناب چیئرمین: آپ نے کراچی کب جانا ہے۔

Mr. Hasan A. Shaikh: I am going this evening.

Mr. Chairman: So, what we will do is

ایک تو یہ ہے کہ اگر آپ اپنی عدم موجودگی میں کوئی اگر آپ کے colleagues ادھر ہیں who can take over this matter تاکہ ترمیم جو بنانی ہے وہ بنا لیں

Mr. Hasan A. Shaikh: I will ask Mr. Muhammad Ali.

جناب چیئرمین: کوئی بھی ہو اور اگر واقعی کوئی بہت بڑی دقت ہوئی تو لیکن again we will see what the position is on that day. normally I would say کہ آپ جمعرات تک یہ کر لیں اگر کوئی بہت بڑی دقت ہوئی جو اس وقت ہم envisage نہیں کر سکتے تو پھر دیکھیں گے۔

قاضی عبدالطیف : جناب والا! ایک وضاحت چاہوں گا کہ جمعرات تک کا لفظ آپ استعمال کر رہے ہیں تو یہ تو صحیح ہے کہ جمعرات کو ہم اس پر بحث کر لیں گے لیکن اس کے بعد اس کے لئے یہ قید نہیں ہوگی کہ یہ Private Members Day کے لئے ہوگا۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب اس کا یہ مطلب نہیں کرتا اس وقت تو ہم نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ جمعرات کو جو کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں ہوتا اس دن ہم take up کریں گے اس کے بعد تو آپ کا ہی اتوار ہے۔

قاضی عبدالطیف : میں عرض کروں کہ آپ نے ہمارے تین دن تو غصب کر لیئے

جناب چیئرمین : نہیں آپ کو مزید ایک دن دے دیا۔

قاضی عبدالطیف : ہمارے تین دن غصب کر لیئے اور اس کے بعد ایک دن دے رہے ہیں پھر اس کے بعد پھر وہی قصہ ہوگا کہ وہ غیر سرکاری کارروائی کے دن آئے گا۔

جناب چیئرمین : نہیں قاضی صاحب بجائے اس کے کہ میں فیصلہ صادر کروں ایوان کا sense لے کر آپ لوگوں کا جو اتفاق ہوگا اس کے مطابق چلیں گے آپ کے حکم کے مطابق چلیں گے۔

قاضی عبدالطیف : وہ بیٹھے ہیں سارے اتفاق جو کرتے ہیں کر لیں، اس پر اپنا فیصلہ دے دیں تاکہ سر دردی سے جان چھوٹ جائے جو کرنا ہے کر لے۔ اس وقت کر لو میں ایوان سے گذارش کروں گا کہ وہ اس وقت رائے دے دے۔

مولانا سمیع الحق : ہم زیادہ آگے نہیں جائیں گے آپ کو زیادہ سے زیادہ ایک دو ہفتے مہلت دیں گے سارا ایوان سوچ لے کہ یہ کھیل اس وقت انتہائی نازک مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جناب۔

مولانا سمیع الحق : حقیقت یہ ہے کہ اس کھیل سے اگر اسلام کے بارے میں اس ایوان کا دینی تصور ہے جو اس ایوان کا ہے تو آگے آپ کا چہرہ قوم کے سامنے بے نقاب ہو جائے گا۔

خان بہادر خان : یہ کوئی کھیل نہیں ہے میں معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ اس کو کھیل نہ سمجھیں۔

مولانا سمیع الحق : جناب وزیر صاحب، آپ کو میں نے نہیں کہا ہے آپ کے ساتھ یہ بھی

[Maulana Samiul Haq]

کھیل میں تشریک ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی مولانا صاحب، تو یہی فیصلہ ہوا اور اس کے بعد میں اُمید کرتا ہوں کہ اس پر بحث ضرور سا ہو جائے گی اور آئندہ کو جو بھی طریقہ کار ہو گا آپ کی رائے سے مطابق جو بھی ایوان کہنے گا اس کے مطابق چلیں گے۔

قاضی عبداللطیف: ابھی سے رائے لیں کہ آئندہ کے لیے کیا ہو گا اگر آپ ان سے جمعرات کے لئے رائے لے سکتے ہیں تو ایک پروسیجر کے طور پر ان سے پوچھ لیں کہ مزید کیا ہو گا۔

جناب چیئرمین: میں اتنی دفعہ آپ کو بیان کرتا ہوں کہ آپ نے ایک اتفاق رائے سے بجرانی صاحب کی قرارداد کے بارے میں فیصلہ کر دیا کہ اس کو ہم پہلے لیں گے لیکن آج کے حالات مختلف ہیں اور ہم دوبارہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اب کیا کریں یا تو اس لیے آئندہ جمعرات کو اس دن کے واقعات حالات کو سامنے رکھتے ہوئے جو آپ فیصلہ کریں گے اس کے مطابق چلیں گے مناسب یہی ہے۔

قاضی عبداللطیف: میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ بجرانی صاحب کی یہ جو تحریک ہے یہ سرکاری ہے یا غیر سرکاری ہے۔

جناب چیئرمین: پرائیویٹ ہے۔

قاضی عبداللطیف: غیر سرکاری ہے اور اس کے لیے ایک دن فیصلہ ہوا تھا کہ اس کو چلنے دیا جائے یہ تو نہیں ہوا تھا کہ فلاں دن تو چلے گا پھر اس کو روک دیا جائے گا اور وہ باقاعدگی سے چل رہا ہے اگر وہ باقاعدگی سے چل رہا ہے اور ایک دن کے فیصلے سے چل رہا ہے تو میرے بل سے متعلق یہ فیصلہ کیوں نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین: آپ کے بل کے بارے میں جو آپ فیصلہ کریں گے اسی طرح ہو گا۔

قاضی عبداللطیف: میں تو یہ عرض کر رہا ہوں جناب والا بجرانی صاحب کی قرارداد جو تھی اس کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وہ چلتی رہے۔

جناب چیئرمین: اب ان کی تحریک میں یہ ترمیم ہو گی کہ جمعرات کو ہم آپ کا بل لیں گے پہلے ان کی تحریک پر بحث ہوتی ہے یا نہیں۔

قاضی عبداللطیف: یہ تو مزید ترمیم ہوئی۔

جناب چیئرمین : وہ ہوگئی جی۔

قاضی عبداللطیف : نہیں میں عرض کروں جناب والا! وہ پہلے کہنے کے مطابق چل رہا ہے ایک دن فیصلہ ہوا تھا اور اسی فیصلے کے مطابق روزانہ چل رہا ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس کے متعلق یہ فیصلہ کر دیں کہ روزانہ سرکاری کارروائی کے دن چلتا رہے گا اور اگر اس درمیان میں کوئی الیابزنس آجائے گا کہ اس کو اس دن ملتوی کرنا پڑے جس طریقے سے بجرانی صاحب والی کا آپ کہہ رہے ہیں تو پھر اس دن اس کو ملتوی کیا جائے۔

جناب چیئرمین : اس فیصلے کی ضرورت پڑے گی ہمیں جمعرات یا اتوار کو تو آپ کیوں مجھ سے آج فیصلہ کروانے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : میں یہ پوچھتا ہوں ہمارے ساتھ امتیازی سلوک کیوں ہے۔

جناب چیئرمین : کوئی امتیازی نہیں ہے میں پہلے بھی ایوان کی رائے کے مطابق چلنے کی کوشش کرتا ہوں اور آئندہ بھی یہی کروں گا انشاءاللہ۔

قاضی عبداللطیف : اس کے متعلق یہ آپ ذرا وضاحت فرما دیں، بجرانی صاحب کی جو تحریک پیش ہوئی ہے اسی دن یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ یہ چلتا رہے گا۔

جناب چیئرمین : ہاں تو آج اس میں ترمیم ہو گئی۔

قاضی عبداللطیف : آج ترمیم ہو گئی ٹھیک ہے اسی طرح یہ فیصلہ کر دیں کہ یہ چلتا رہے گا اگر اچانک کوئی مسئلہ آجائے گا تو پھر اس میں ترمیم کر دیں۔

جناب چیئرمین : بہر حال میرے خیال میں اس وقت اس پر اتفاق رائے ہو چکا ہے تو ہم آپ کے بل کو جمعرات کو لیں گے۔

مولانا سمیع الحق : اجلاس اس کے بعد کتنے دن چلے گا۔

جناب چیئرمین : فی الحال جو پروگرام ہمیں دیا گیا ہے اس کے مطابق ۲ اکتوبر تک ہے۔

مولانا سمیع الحق : تو صرف ایک ہی اتوار آئے گا۔

جناب چیئرمین : میں آپ کو ایک جمعرات مل جائے گی، ایک اتوار مل جائے گا دو دن یہ مل جائیں گے اس کے بعد جو آپ فیصلہ کریں گے اس کے مطابق چلیں گے آپ آپس میں فیصلہ

[Mr. Chairman]

کر لیں اس کے مطابق میں چلوں گا۔

قاضی عبداللطیف: یہ عجیب قصہ ہے کہ آپس میں فیصلہ کر لیں۔

مولانا سمیع الحق: ہمارا تو آپس میں فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: ایک اور اچھی بات ہو گئی ہے کہ ڈاکٹر محبوب الحق صاحب بھی آ گئے ہیں تو میرے خیال میں اب اتفاق رائے میں آسانی ہو جائے گی۔ شکریہ!

So, we now proceed to the next item which is a motion under Rule, 194.

جناب بجرانی صاحب کی تحریک

Mr. Hasan A. Shaikh: I want to speak if you permit me.

Mr. Chairman: You want to speak now.

Mr. Hasan A. Shaikh: Yes Sir.

Mr. Chairman: O.K. You speak on this.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ یہ اجازت دیں گے ہمیں یہ تین بل صرف انٹروڈیوس کرتے ہیں یہ انٹروڈیوس ہو جائیں تو پھر بحث شروع ہو جائے تاکہ بحث جاری رہے۔

Mr. Hasan A. Shaikh: No, it should not be done piece meal Sir. It should be done after Thursday because it has already been decided that it will be done after Thursday.

پروفیسر خورشید احمد: میں اگلے بلوں کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب اس میں یہ ہے کہ اس پر اگر بحث ہو گی تو پھر وقت لگے گا۔

پروفیسر خورشید احمد: نہیں یہ تو صرف formal introduction ہے

جناب چیئرمین: اس میں یہ ہے کہ جب formal introduction of a Private Members Bill. ہوتی ہے تو اس میں بحث ہو سکتی ہے آپ ذرا رول دیکھیں۔

پروفیسر خورشید احمد: دیکھ لیں، ان کو صرف انٹروڈیوس ہونا ہے بس۔

Mr. Chairman: Unless it is being not opposed.

پھر تو ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر صاحب یہ جو Bills introduce ہو رہے ہیں

Are you opposing them or are you not opposing them?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I am opposing them.

جناب چیئرمین: پھر جناب بحث ہو جائے گی پھر لمبی بات ہو جائے گی۔

قاضی عبداللطیف: ہم اس وقت ڈاکٹر صاحب سے مخالفت کے دلائل نہیں مانگ رہے۔

جناب چیئرمین: اس پر دلائل دینے پڑیں گے پرائیویٹ ممبرز بل کا جو پروسیجر ہے اس میں دلائل ہوتے ہیں اور پھر put کیا جاتا ہے جہاں تک مجھے یاد ہے، دلائل ہوں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: آپ کی بات درست ہے اگر ڈاکٹر صاحب مخالفت نہ کرتے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں تھا، مخالفت کر دی ہے اس لیے بحث کرنی پڑے گی۔

قاضی عبداللطیف: میں آپ کو بار بار تکلیف دے رہا ہوں، یہ انتہائی نازک مسئلہ ہے سوال یہ ہے کہ اگر ایوان یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ہم اس کی مخالفت کی بحث کو بھی ملتوی کر رہے ہیں تو پھر اس کے اندر وہ قاعدہ کیوں رکاوٹ بنے گا۔

جناب چیئرمین: پھر فائدہ کیا ہوا۔

قاضی عبداللطیف: فائدہ یہ ہوا کہ وہ پیش تو ہو گیا۔

جناب چیئرمین: اس کا کوئی فائدہ نہیں اس پر یہ ہونا ہوتا ہے کہ جب پیش ہو جاتا ہے تو ہمیں اس کی اجازت دینی پڑتی ہے اور اجازت دینے سے پہلے بحث ہوتی ہے تو ایوان اجازت دینے سے پہلے بحث سنے تا پھر اجازت دے گا تو خالی پیش ہونے سے فائدہ کوئی نہیں۔ سرکاری بل اور پرائیویٹ بل میں فرق ہے۔

قاضی عبداللطیف: میں بار بار عرض کر رہا ہوں کہ اگر ان میں جرأت ہے تو اس کو مسترد کر دیں

جناب چیئرمین: یہ آپ کس بل کی بات کر رہے ہیں، یہ شریعت بل کی بات نہیں ہو رہی یہ تو دوسرے بلوں کی بات ہو رہی ہے جو پروفیسر صاحب پیش کرنا چاہتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: میں شریعت بل کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیرمین: شریعت بل کی بات تو ختم ہو چکی ہے اِس پر بات نہیں ہو رہی۔ جی جناب حسن اے شیخ صاحب۔

[At this stage the Chairman vacated the Chair which was occupied by the Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha)]

FURTHER DISCUSSION ON THE MOTION REGARDING QUANTUM OF PROVINCIAL AUTONOMY

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman, before I start my speech on the motion before this House, I must congratulate Prof. Khurshid Ahmed for the tribute he has paid to Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, the President of All India Muslim League who worked for the establishment of Pakistan in 1947. I pay tribute to him because I was very very happy to hear this from a stalwart of his party.

Sir, this question of provincial autonomy is almost axiomatic question in Pakistan. No leader of any stature, political leader, I mean, has ever thought of diminishing powers of a Provincial government. The difficulties have arisen mainly because of two factors One is originally Government of India Act held a field in Pakistan when Pakistan came into being and there was no demarcated division of power between the Centre and the Provinces and later on,/ successive Martial Law in this country to the exclusion of the opinion of the politicians always tried to concentrate all the powers in the capital of the country. As a matter of fact, the country was ruled by the Miltiary dictators as a unitary state in Pakistan and that is why the present government with its otherwise claim that it believes in democracy at every stage does not believe in democracy if it hurts or diminishes its prestige and status in the Centre. the Present government thinks that the Central Government is a superior government and the provincial government is a lower government. This is wrong. Within the ambit of its power, a provincial government is absolutely supreme in this, in much the same manner in which Central Government is supreme within the ambit of its powers. The provinces have their services to be rendered, the provinces have their difficulties to be encountered, the provinces have the same position in the provincial Assembly as a Centre has in the parliament here in Pakistan. But somehow or the other in their lust

for concentration of power, in their lust for helping their own people, they have come to grips against provincial governments where the provincial governments differ with their party. Punjab. and Baluchistan — Baluchistan is a province, you, Sir, belong to that province. It is the largest province of Pakistan from the point of view of the area and still it needs concentration of provincial powers for its amelioration, for its prosperity and I am quite certain, the Central Government has not done much for Baluchistan. So far as the Punjab is concerned, 60% of population of Pakistan, most of the intelligentsia, concentration of power is there in Punjab. Somehow or the other the People's Party, which claims to have majority in Punjab, did not succeed in getting the majority. When the actual invitation went to the present Chief Minister, he was able to muster majority support and inspite of the fact that People's Party, its hierarchy, its leadership and all the methods and manoeuvres, conspiracies and other tactics failed against this Chief Minister, Mr. Nawaz Sharif. I am not enamoured of Mr. Nawaz Sharif. He of course belongs to my party. He is a provincial head of my party but I congratulate him for the manner in which he stood against the odds, against the present leadership which tried to injur him, to defeat him, in fact, to destroy him in almost every manner possible. *Bonafide* they did not work the present government, they worked *malafide* to stop his family's industries from pursuing further. I do not know, why? After all if his families have owned certain industries, why the central government should make him climb -- down or kneel down; only because of that is he is suffering.
the

Mr. Deputy Chairman: For the decorum of the House, there should not be cross-talk and roaming about within the seats. Thank you.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, that indicates that provincial autonomy is merely a claim of the present government. They do not want to concede provincial autonomy. The Sindh, they do not complain because there is their own government. But I know the members from Sindh, MNAs. In fact, the other day, there was an MNA who complained that the Sindh provincial government was being conducted by somebody else and not by the present Chief Minister. I do not know, Sir, I don't accept that claim. I am not concerned with the party politics of People's Party but I do feel that if Sindh Government

[Mr. Hasan A. Shaikh]

also has the same difficulties and you know, Sir, the provincial government of Frontier, the highest number of Ministers had to be appointed and there might be a day when all the members of the provincial Assembly belonging to People's Party will be the Ministers. It seems, I think, they are 26 or 27 Ministers in Frontier. That is a good provincial autonomy. There is no cleavage between the centre and the province and why the cleavage? A government which is running according to the Constitution within the ambit of the powers given by the Consitution has a right to exist. The powers which the present government is claiming against the provincial governments are the powers usurped by the dictators, military rulers, when they were in power. If you see, Sir, the original provision of Article 142:

"Subject to the Constitution —

(a) Parliament shall have exclusive power to make laws with regard to any matter in the Federal Legislative List;

This is Sir, 1973 Constitution as originally framed by Mr. Z.A. Bhutto.

(b) Parliament and a Provincial Assembly also, shall have power to make laws with respect to any matter in the Concurrent Legislative List;

(c) a Provincial Assembly shall, and the Parliament shall not, have power to make laws with respect to any matter not enumerated in either the Federal Legislative List or the Concurrent Legislative List.

There is a bar from the central parliament making any laws in respect of provinces of which the power is not available to them, either in the Concurrent Legislative List or in the Federal Legislative List. This power has been usurped in the past by the military dictators by adding some more items in the Federal List or Concurrent List. Otherwise where should the Excise go? The excise should have always gone to the provinces. Excise is a tax on production. Production takes place within the territorial jurisdiction of the provinces. The officer who sits there in the industry to find out what is the production, what is the level of production,

how much tax is to be levied there, is an officer of the provincial government but in order to grab the finances that excise was given to the centre. With the growth of industries the excise tax became a very heavy tax and, therefore, the central government has taken power to collect that tax for the benefit of the provinces and the provinces do not get any advantage of that collection. Provinces are being now brought to a situation where they should kneel down before the Federal Government in order to carry on their day to day work.

So far as the Centre is concerned, Customs duty certainly is a duty to be collected by the Central Government but did anybody think that the Federal Government would act dishonestly, capriciously, partially and would show partiality in collecting that tax or in levying that tax — using that as a weapon to destroy an industrialist or an industry. Nobody ever thought so. Even this Constitution does not allow anybody to act unfaithfully. After all today the Peoples Party is in power — I do not know how long they will stay. With the inexperience that they have exhibited all around during these last few months I do not see very long scope for them to continue. I wish well of them, I wish them to continue and I wish them to succeed but any thing that they do today they will have to accept that for themselves in the future. They should not act *malafid* in the position that they hold. To try to teach a lesson to the family of a Minister or a Chief Minister of a province should not have been the objective of a Federal Government. The Federal Government is not meant for this purpose.

Recently a case has arisen where in a provincial Minister's family (Makhdoomzada Hasan Mahmood's family), his son Mr. Altaf's family probably owns some Pepsicola factory; there is no harm if the Federal Government thought that he had not paid any taxes they should have levied the taxes, taken a course and action permitted by law — filed proceedings against that factory but was it necessary to have gone into the factory and to have charged the people who were controlling it with theft and all sort of things. This is not happening anywhere and was probably done only because he happens to be a Minister supporting a Chief Minister. Sir, a Minister must support the Chief Minister otherwise the Chief Minister would not tolerate him. I agree with the

[Mr. Hasan A. Shaikh]

Chief Minister if he says that I do not want this man because he does not support me. It is his own choice. Would the Prime Minister allow a Minister to continue who does not support her. We recently saw that there was a change of musical chairs in the Information Ministery. We were informed a day before that there was going to be musical chairs here also but it is her prerogative. As long as she is the Prime Minister she has a right to choose her own Ministers of from wherever she likes. She can change anybody she likes. She has a right but she should give that right in provincial autonomy to the Chief Ministers also.

Now, one Minister comes here, Sir, and says that I do not think that Chief Ministers of these provinces are correctly elected. Only ten minutes before he read out the list of members of Council of Common Interests and there he said Chief Ministers of Punjab, Sindh, Frontier and Baluchistan and he still says I do not recognise it. He himself says that. Of course, if the Prime Minister tolerates him and he still continues to be a Minister then God save him. What else can I say, Sir. But the fact is that if you want this country to prosper then you should let everybody prosper in his own place within the ambit of the law and the Constitution. In the Constitution, a provincial government has got a right to operate within the provincial sphere. There is no emergency at the moment. If this Minister of State standing in front of you, Sir, who is not even a Senator has a right to express his personal opinion on the floor of this House and say that my personal opinion is different from the Cabinet opinion, I do not agree with the Cabinet, Cabinet is wrong, I am right — he says this here then why should the Chief Minister not be given that permission. If you give your own Minister of State the authority to defy the Cabinet and bring it before the whole world that he belongs to joint responsibility cabinet but he does not accept the joint responsibility as far as this particular matter is concerned. He has his own views and he will continue to say so; still you do not allow a Chief Minister to say that. He has a right within his domain. Of course, if you want to use your power of dominance, power of superiority, power of force, well you can do that. I do not know how long you can do that. I do not know whether the Government of Punjab, the people of Punjab, the Assembly of Punjab will tolerate if you go beyond certain limits but the way you have created bad blood between

Punjab and the Central Government, between Baluchistan and the Central Government is some thing which is unheard of, which I never thought will happen in this country. The same Punjab at one time was your pride. You always said it with pride but the moment you do not have a majority in the Punjab provincial Assembly, every thing is bad in Punjab and every thing is good in Central Government. I think, Sir, a time has come when the Federal Government should take stock of what it is doing to its own detriment. The Punjab Government, the Baluchistan Government, the Ministers of Punjab, the Ministers of Baluchistan did not know what their powers were. They never cared to open the book of Constitution to find out what their powers were. They thought all that is going on is the limitation of their power. Now they know that you cannot legislate in respect of any matter which is a provincial subject and they can pass a law in their own provincial Assemblies in respect of a matter which is enumerated in the Concurrent List or not enumerated in either of the two lists.

Then, Sir, Article 142 also provides that matters not enumerated either in the Federal Legislative List or the Concurrent List are the responsibility of the provincial government concerned. In other words the residual powers are with the provincial governments. This means that every thing that is being done now by the Central Government — I do not know about atomic energy whether it is there already, it is a part of the provincial government's powers or the central government's powers, it is not either in the Concurrent List or the Federal List but technically speaking and constitutionally speaking each province can use atomic energy for its own benefit. All these loopholes in the Constitution why are you showing to the provinces at all? Why do not you keep quiet? No province ever complained against the federal interference or federal claim. What you are doing is every now and then trying to usurp their power, trying to make personal vendetta your objective. You have awakened them. Have you ever heard Sir, that a Police officer who is working in the province is changed without consulting the Provincial Government? I. have never heard it. Now they say that these three or four officers have taken action against the Central officers of FIA people. I remember Sir, in 1949 a certain officer of Sindh Government had an information against Mr. Prido who was then DIG of Sindh Province. He

[Mr. Hasan A. Shaikh]

reduced that information in writing, he verified the information and he prepared a report and gave it to his Superintendent that I want to arrest Mr. Prido. The Superintendent was working below Mr. Prido who was DIG. Because at that time they were both, Mr. Bird who was the Superintendent of Police at that time and Mr. Prido foreigners, the (Superintendent) immediately got that officer transferred from Karachi to Hyderabad and avoided that. But it is not a new thing, a conscientious Police officer would take action against his superior within the ambit of the law permissible. Why should you take it the other way? You should commend it. You should commend such things in respect of a Police officer who consciously, did something, of course, there he could not have consulted the Central Government, they might have consulted the Provincial Government but even if they did not, whether they are not within their powers. The first item of the Concurrent List is the administration of - -criminal law, he has got a right. If the Criminal Procedure Code permits him to deduce FIR in writing and after deducing that verify it and find that it is correct, he has to take action that is his duty. I know there are lots of good lawyers in the Federal Cabinet elected, unelected, they are very good lawyers, I know them very well.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: No cross talk in the House please Malik Sahib I will request you.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, after all a Police officer who takes action against a Central Government Servant, if it is permissible, you must allow him to take that action. If it is not permissible the law has given you so many avenues of redress, you go to the High Court, you have gone to the High Court. You go wherever you can get redress but if you say that provincial autonomy means Federal Government is a superior and Provinces are our subordinates, there you are wrong. And by creating this cleavage you have opened the eyes of the Provincial governments. May be, you are not trusting your Provincial governments that is why you do not want the Council of Common Interests. That may be the reason why you do not want because if your Provincial governments are alright as long as they support you . The moment, in the Council of Common Interests their interest

clashes with your interest, they will probably support the present people who are opposing you rather than support you in the Council of Common Interests. When the Council of Common Interests could easily be established, that is a Constitutional provision, that is a must, that is a mandatory provision of the Constitution. You don't do that and you have so many substitutes, you have a Provincial Coordination Committee and you appoint a Minister as Provincial Co-ordinator, where is the provision for provincial coordination? Is there any provision in the Constitution? Well there is a provision for Council of Common Interests. It shows that your idea of interference in the Provincial governments is for the purpose of establishing your supremacy in Pakistan. Well, if there is emergency I don't know what you will do because there are also people who are saying so many things, I don't want to add on those issues but there are people who are saying that. Why should you not allow provinces within the ambit of their powers to continue unhampered, unhindered?

The Chief Minister of Punjab has also , given some version of why he is doing these things. May be he is right, may be he is wrong. I will rather support him than the Federal Government because the Federal Government is trying to interfere with his government. The Federal Government has no business to use him as merely a tool for strengthening or furthering the cause of their own party. Sir, we in this House atleast can say, Mr. Nawaz Sharif would not be able to say that, Nawab Bugti will not be able to say that but we can say here that the only aim of the Peoples Party's Government is to give, to distribute prizes, money, plots and everything to their own party people. If that goes on, they are not running Government of Pakistan, they are running Government of I oples Party. The present government should have gone above these things.

They started manoeuvering the Public Service Commission out, therefore, they had Placement Bureau. I suppose the Placement Bureau was probably resisted by their own governments in the two Provinces, because the two Provinces have their own government that is why they have now withdrawn that Placement Bureau and they have gone back to the Public Service Commission. I have no quarrel with them, they have

[Mr. Hasan A. Shaikh]

a right to bring any number of Ministers they like, they have to get twenty six Ministers to sustain a Provincial government of a small province. May be, they have to sustain their own government here by taking not only their party people as Ministers but the people who do not belong to their party as Ministers in order to say that not many people speak against them. They have been given powers of Minister, they come to this House, they speak in this House as if they are elected Senators of this House. They are neither elected nor Senators and still they speak in this House and they have gone on our front benches.

Mr. Deputy Chairman: May be according to the Constitution they can do this.

Mr. Hasan A.Shaikh: No, Sir. The spirit of the Constitution doesn't mean this. Because this is according to the law that they say, we designate somebody as Minister, it doesn't make a Minister. You see what the Constitution says. Out of the Members of the House there will be Ministers, not the defeated Members. You can bring a man who in six months will get him elected if there is a seat, if there is no seat you have no business to. You are playing fool and you are be fooling the people of Pakistan by taking these people because you say oh! this party also supports me, that party also support me, therefore, they are Members of our Parliament. To my mind the spirit of the Constitution is more important than the Constitution itself. The language of the Constitution does not permit only it says — Ministers shall have the audience in this House because the Ministers do not all belong to this House, they belong to the National Assemby that provision is meant for that purpose. There are Senators who are the Ministers, they go to the National Assembly, they speak there, that provision is meant for that. It is being misused and the only way it is being misused is *malafide*. There is no other idea, the idea is *malafide*. It is not that somebody is so important, somebody is so talented that without him they will not succeed. That would have a different thing altogether.

My feeling is that only recently it is yesterday I think or probably today, we have learnt that Karachi Municipal Corporation does not get its quota from the Provincial Government because. it is not toeing the line of the Peoples Party. If that is so, it is sad, it is lamentable, it is disgraceful.

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: Point of order Sir. I would not have liked to interrupt but various things have been said here which are factually incorrect. Now a mention has been made about the Advisors whether they can sit here or whether they can take part in the proceedings of the House.

Mr. Deputy Chairman: Tariq Sahib, please have your seat.

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: And secondly again on the mention of Karachi also he must have the factual position of Karachi.

Mr. Deputy Chairman: In your absence, I have made that clear. Thank you very much. Shaikh Sahib, you have taken already half an hour, I request you to kindly wind it up now.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, as I have told you a minute back, they have awakened the Chief Ministers of the provinces and that is one of the reasons why they were reluctant to set up the Council of Common Interests, that Chief Ministers — they don't expect them to support the Council of Common Interests. But was it wrong for the Chief Minister of Punjab or the Chief Minister of Baluchistan to have insisted upon a constitutional provision being implemented. The Federal Government had the jurisdiction to nominate that body. Why did they fail to exercise that jurisidction? They exercised the jurisdiction, it was read over here on the floor of the House. Although I try to read newspapers almost every day I had not come across that notification. They should have really circulated that notification.

Mr. Deputy Chairman: But they have admitted on the floor today that they have formed that

Mr. Hasan A.Shaikh: Today but they should have circulated that to the members of the House because that was the burning topic of the day. When there was a privilege motion, adjournment motion then they brought it out. I know Sir, a case when Ayub Khan was the President I was told that he had prepared Ordinances to meet any exigency that may be raised in respect of his nomination and I happened to be the Chief Election Agent of Mohtrama Fatma Jinnah.

[Mr. Hasan A. Shaikh]

So, when I went there, everybody was expecting that I would raise this objection or that objection. I got up and said I have no objection against his nomination paper if he has no objection against my Mohtrama's nomination paper I think, my advice to the present Central Government is that it should operate as a Government of Pakistan and not Government of the Peoples Party. True it is, it is the Peoples Party Government. The Peoples Party has brought it into existence but its first duty is to the people of Pakistan, to this country, to this House and to the National Assembly and above all to integrity of Pakistan which today they are harming by their own *mala fides* misdeeds every now and then almost every day of the week they are doing it. Thank you Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Dr. Noor Jehan Panezai.

Nawabzada Jahangir Shah Jogizai: Sir, I also want to speak.

Mr. Deputy Chairman: In the list her name is at the top.

Nawabzada Jahangir Shah Jogizai: Point of order Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ پہلے بھی تقریر کراتے ہیں نواب صاحب ان کے بعد آپ سے کراتے ہیں - جی شاد محمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں -

جناب شاد محمد خان : جناب اگر شیخ صاحب کو لسٹ کے مطابق چانس نہیں دیا گیا ہے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ہمیں بھی لسٹ کے نمبر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شیخ صاحب کو لسٹ کے مطابق دیا ہے سر - no point of order ڈاکٹر نور جہاں صاحبہ ، جو لسٹ میرے سامنے ہے وہ یہی ہے -

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! جناب چیئرمین آئین کے مطابق جو federating units ہیں ان کو فیڈریشن میں رہتے ہوئے آئینی صوبائی حقوق حاصل ہیں ۔ اور قرارداد پاکستان 1946 as amended میں بھی خاص طور پہ صوبائی خود مختاری پر بہت زور دیا گیا تھا اور ہماری سٹیٹ پالیسی پر بھی صوبائی خود مختاری پر زور دیا گیا ہے جناب ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق جو آئینی صوبائی خود مختاری ملنی چاہیے تھی وہ بھی ہمیں نہیں ملی حالانکہ میرے خیال میں وہ

کافی نہیں تھی ایک cosmetic change تھی صرف اگر ہمیں وہ صوبائی خود مختاری بھی حاصل نہیں
ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ جمہوریت کے دعوے دار جن کا through out manifesto الیکشن
میں یہی رہا ہے کہ ہم صوبائی خود مختاری ضرور صوبوں کو دیں گے اب جناب Legislative List
میں جیسے Federal List ہے Concurrent List ہے۔
Provincial List ہے اس میں Federal List میں سارے Federal
کے اختیارات ہیں Councurrent میں صوبے اور Centre دونوں کے ہیں لیکن اور
Provincial List بالکل صوبائی ہے جناب اس سے پہلے میرے معزز ساتھی ممبر میر ہزار
خان بجرانی صاحب نے بڑی technically ہر چیز کو explain کیا تھا لہذا detail
میں جانا تو میں نہیں چاہتی لیکن کچھ باتیں میں بتاؤں گی جیسے Federal List میں ہے
ڈیفنس کرنسی، فارن پالیسی، ٹریڈ اور Communications اور دستور میں ہمیں جو صوبائی اختیارات
حاصل ہیں ان میں تعلیم Health and Irrigation چھوٹی چھوٹی سڑکیں watersupply شامل ہیں
اور West Pakistan WAPDA ACT 68 بھی purely صوبائی ہے جناب ان
سب آئینی اختیارات ملنے کے باوجود کیوں صوبوں کو اپنا حق مانگنے پر غدار کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ صوبے
محاذ آرائی پر اتر آئے ہیں جناب چیئرمین صاحب آپ خود بتائیں کہ پھر صوبوں میں بے چینی کیسے نہیں پھیلے
گی ابھی اتفاق سے جناب Standing Committees کی meetings میں مجھے
مختلف اداروں میں جانے کا اتفاق ہوا اور مجھے بہت دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جتنی بھی فیڈرل
ایجنسیاں ہیں ان میں بلوچستان کی نمائندگی nil ہے executive power تو دور کی بات
ہے لیبر جو skilled اور unskilled ہے وہ بھی کسی ایجنسی میں نہیں ہے۔

جناب اب چھوٹے صوبوں کے ساتھ اس طرح سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا جائے تو آپ
خود بتائیں اور یہ حکومت جو ہمیشہ ہی دعویدار رہی ہے میں کہتی ہوں انہیں اپنے دعووں پر ایک
دفعہ اور نظر ثانی کرنی چاہیئے جناب یہ تو سب لوگ جانتے ہیں کہ regional wise بلوچستان
کتنا حساس area ہے اور politically وہ کتنا important area ہے
اور اس صوبے کے ساتھ ہمیشہ ہی سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔

اب میں immediate crisis پر بات کرنا چاہوں گی صوبوں اور مرکز میں جو

[Dr. Noor Jehan Panezai]

اِس وقت محاذ آرائی بقول اِن کے ہے میں تو کہتی ہوں محاذ آرائی نہیں بلکہ انہوں نے اپنا حق مانگا ہے اِس میں پنجاب اور بلوچستان کی development funds کو جبراً کم کر دیا گیا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ NEC کی میٹنگ میں deadlock بھی اسی لیے پیدا ہو چکا ہے کہ انہوں نے اپنا حق مانگا اور وفاقی حکومت نے کہا کہ نہیں جناب آپ کو ہماری ہاں میں ہاں ملانی چاہیئے انہوں نے صوبوں کے فنڈز کو cut کر کے اپنا بجٹ جو ۱۲ ہے ۱۲ سے ۷۷ فیصد بڑھا دیا ہے اور اپنا فنڈ ۱۱ء۵۶ بلین کا کر دیا ہے اور پھر جب صوبوں نے اپنا حق مانگا اور demand کی کہ جی اس کے لیئے CCI کی میٹنگ بلائی جائے تو انہوں نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور اپنی طرف سے PCC بنا دی میں مانتی ہوں کہ یہ PCC ایک advisory body ہے لیکن اس کی کوئی آئینی حیثیت نہیں ہے آئینی حیثیت صوبوں اور مرکز کے تنازعات نمٹانے کے لیے CCI کی ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس حکومت کو CCI کی میٹنگ بلانے میں اعتراض کیوں ہے اور یہ بھی بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس حکومت کو ایک بیماری لاحق ہو چکی جس کا نام ہے محاذ آرائی اور جہاں بھی اِنکی majority نہ ہو وہاں انہوں نے محاذ آرائی شروع کر دی ہے۔

اب میں آپ سے ایک درخواست کروں گی جناب کہ یہ حکومت کی hypocrisy یہ ہے کہ وہ main issue کو چھپانے کے لیے ابھی PCC کا سہارا لے رہی ہے۔ PCC میں آپ بات ضرور کر سکتے ہیں آپ advise ضرور کر سکتے ہیں آپ ایک مشورہ دے سکتے ہیں لیکن آئینی حیثیت اس کی کیا ہے وہ کس حیثیت سے اس میں بات کرنا چاہتے ہیں اور وہ اس سے آنکھیں کیوں چرا رہے ہیں کہ CCI کی میٹنگ بلائی جائے CCI کی میٹنگ میں دونوں کے یعنی مرکز اور صوبوں کی باتیں سنیں گے اور میرے خیال میں اگر CCI کی میٹنگ بلالی جائے تو اس میں وہ کسی نہ کسی conclusion پر پہنچ جائیں گے۔ مجھے تو یہاں اس میں ایسی کوئی قباحت نظر نہیں آرہی ہمارے وزیر صاحبان بیٹھے ہیں، مشیر صاحبان بیٹھے ہیں وہ اس چیز سے انکار کیوں کر رہے ہیں صوبائی خود مختاری وفاقی یونٹوں کا بنیادی حق ہے جب تک آپ صوبوں کو مضبوط نہیں بنائیں گے آپ مرکز کو کیسے مضبوط بنا سکتے ہیں۔ اگر آپ کی خواہش یہ ہے کہ آپ مرکز کو مضبوط بنائیں تو جناب آپ کو صوبوں کو خود مختاری دینی

پڑے گی میں ایک بات اور بتا دینا چاہتی ہوں اِس وقت جو حکومت ہے انہوں نے جیسے میرے معزز ممبر حسن اے شیخ صاحب فرما رہے تھے کہ انہوں نے پیپلز پارٹی کی حکومت بنائی ہے جو حکومت پاکستان کم لگتی ہے اور پیپلز پارٹی گورنمنٹ زیادہ جناب میں یہ بتا دینا چاہتی ہوں اور اس بات پر زور دینا چاہتی ہوں کہ پاکستان کے عوام اس ملک کو ایک پارٹی کی ذاتی جاگیر نہیں بننے دیں گے یہ حکومت ہے اور یہ پاکستان کے عوام کی ہے وہ اپنی ذاتی جائز اور ناجائز خواہشات پوری کرنے کے لیے اُس کو ایک پارٹی کی ذاتی جاگیر بنا رہے ہیں۔

جناب والا! ابھی بھی وقت ہے، وقت ابھی گذرا نہیں ہے اس معاملے پر آپ غور کریں اور صوبوں کے جو جائز حقوق ہیں وہ انہیں دے دیئے جائیں اور ہر صوبے کا جو جائز حق ہے وہ اسے دے دیا جائے جناب والا! اس حکومت کے برسر اقتدار آتے ہی سب سے پہلے آپ کے سامنے بلوچستان کی اسمبلی کی مثال تھی اس سے پہلے بھی بلوچستان کی اسمبلی میں ان کی نمائندگی نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اسمبلی کو ڈسمس کر دیا تھا لیکن میں اپنی عدلیہ کو سلام پیش کرتی ہوں اور اپنے عوام کو سلام پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ان کے اس ناجائز ایکشن کو مسترد کر دیا اور اب بھی میں کہنا چاہوں گی اس وقت بھی جو صوبوں میں سب سے زیادہ غیر آئینی مداخلت ہے وہ پیپلز ورکس پروگرام ہے جب کہ وہ صوبوں کا اپنا حق ہے یہ ہیلتھ ایجوکیشن وغیرہ جس کے یہ دعویدار بنے ہوئے ہیں کہ ہم غریبوں کا کام کر رہے ہیں جب پہلے ہی صوبائی حکومت وہی کام کر رہی ہے تو اس کے ساتھ یہ کیوں coordinate نہیں کر رہے ہیں ان کا مقصد کیا ہے باقی صوبوں کے بارے میں تو میں کہہ نہیں سکتی لیکن بلوچستان کے بارے میں کہنا چاہتی ہوں کہ فرنٹیئر کور ایک وفاقی ایجنسی ہے وہ سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے اور وہ مقامی انتظامیہ کے بلانے پر صوبے میں اگر کوئی ایسا معاملہ ہو تو اس میں دخل اندازی کر سکتی ہے لیکن اس دفعہ حزب اقتدار جو ہے وہ بالکل جیسے پچھلی حکومتوں نے کی تھی غیر قانونی مداخلت ہر چیز میں کر رہے ہیں وہ مقامی انتظامیہ میں بھی کر رہی ہے اور ناجائز raids مختلف جگہوں پر کر رہے ہیں میں دو تین جگہوں کے نام لینا چاہتی ہوں جن میں پشین، چاغی دالبندین شامل ہیں ابھی حال ہی میں غیر قانونی مداخلت جو فرنٹیئر کور کی ہوئی ہے آپ بتائیں جناب کہ یہ صوبے میں غیر آئینی مداخلت نہیں ہے تو اور کیا ہے جب کہ وہاں کی صوبائی حکومت نے اس کی کوئی demand نہیں کی۔ جناب

[Dr. Noor Jehan Panezai]

والا! میں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ یہ رویہ قابل مذمت ہے انہوں نے جو دعوے منشور میں کیے ہیں غلط کے لیے ان پر ایک دفعہ توجہ دیں ورنہ ان کی مرکزی حکومت مضبوط نہیں ہو سکتی ہے اگر یہ صوبوں کو کمزور بنانا چاہتے ہیں تو اس سے یہ ردعمل ہوگا کہ صوبے تو مضبوط ہو جائیں گے لیکن وفاقی حکومت کی کمزوری کے آثار ظاہر ہو جائیں گے جناب جب آپ کو صوبہ revenue دے رہا ہے تو آپ کو صوبے کے کاموں میں۔۔۔ اب بلوچستان کو اپنی گیس کی رائلٹی دینے میں کیا اعتراض ہے کتنے عرصے سے بلوچستان سے سوئی کے مقام سے یہ گیس نکلی ہے جو اسلام آباد فرنٹیئر ساری جگہ گئی ہے اور کوئٹہ شہر کو نہیں دی گئی اس بات پر میں مارشل لاء کی حکومت کو داد دوں گی کہ انہوں نے کوئٹہ شہر میں تو کم از کم گیس پہنچا دی ہے باقی جگہوں میں تو دور کی بات ہے اب جب اس حکومت سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے باقی شہروں میں گیس دی جائے تو کہتے ہیں جی یہ ہمارے بس میں نہیں ہے ہمارے پاس اتنا فنڈ نہیں ہے جناب والا! اگر یہ لوگ پیپلز ورکس کے لیے فنڈ رکھ سکتے ہیں تو بلوچستان کے علاقے میں گیس کیوں نہیں پہنچائی جا سکتی۔

جناب والا! میں اس حکومت سے ایک دفعہ اور درخواست کروں گی کہ صوبوں کو خود مختاری دے دے یہ صوبائی خود مختاری ان کا جائز حق ہے وہ بھیک نہیں مانگ رہے کہ جیسے ۱۹۷۳ کے آئین میں جو خود مختاری دی گئی ہے ہمیں وہ ہی دی جائے تو غنیمت ہے ورنہ ہو سکتا ہے صوبوں کی ڈیمانڈ اس سے بہت آگے نکل جائے پھر وفاقی حکومت کس چیز کا مقابلہ کر سکے گی وفاقی حکومت ایک فیڈریشن ہے اسے صوبوں کے ساتھ مل کر رہنا پڑے گا وہ اپنے اس بے لگام طریقے سے حکومت نہیں چلا سکے گی نہ وہ صوبوں کو اس طرح سے دھمکی دے سکتے ہیں میں آخر میں ایک دفعہ پھر درخواست کروں گی کہ صوبوں کو خود مختاری دی جائے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی! جناب بشیر احمد خان مٹھہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹھہ: جناب چیئرمین! میرے خیال میں اس معزز ایوان میں جس کے اراکین تجربہ فراست اور علم رکھتے ہیں صوبائی خود مختاری پر زیادہ بحث کرنا اتنا ضروری نہیں ہے کیونکہ ہماری پچھلی تاریخ اور ہمارے آج کل کے حالات دونوں اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ پاکستان میں سب سے اہم حل طلب مسئلہ صوبائی خود مختاری کا ہے جناب والا! جہاں تک باتوں کا تعلق

ہے جہاں تک lip service کا تعلق ہے تو صوبائی خود مختاری تو سب مانتے ہیں مگر جہاں تک اس پر عملدرآمد کا تعلق ہے تو مشکل درپیش آتی ہے جب پاکستان کی قرارداد پیش کی گئی تھی جس کا اس ایوان میں حوالہ دیا گیا تو وہاں sovereign and autonomous states کا لفظ استعمال کیا گیا تھا اس کے بعد جو بھی حکومتیں پاکستان میں آئی ہیں۔

جو آئین ساز اسمبلیاں یا آئین بنانے کے جو ادارے بنے ہیں انہوں نے اپنی deliberations میں صوبائی خود مختاری کو بہت بڑی اہمیت دی ہے مگر انہوں نے جو نتیجہ نکالا ہے اُس میں اس مسئلے کو عملی لحاظ سے confuse کیا ہے، confuse اس طرح سے کیا ہے کہ جناب ایک آئین ہے اس میں خود مختاری کے اصول کو قبول کیا گیا ہے منظور کیا گیا ہے مگر اس کا جو apparatas ہے وہ صوبائی خود مختاری کو چلنے نہیں دیتا میرا خیال ہے کہ پاکستان میں ہم بہت عرصے تک کئی سالوں تک عجیب عجیب خوش فہمیوں اور عجیب عجیب الجھنوں میں، سیاسی اور آئینی الجھنوں میں مبتلا رہے ہیں اس کے ہمیں کچھ خطرناک نتائج بھگتنا پڑے ہیں مگر اس کے باوجود بھی وہ ہوش جو ایک قوم کو اپنی بقا کے لئے چاہیئے ابھی تک نہیں آیا اس لئے میں کہتا ہوں کہ جس imaginary planet پر ہم ابھی تک رہتے آئے ہیں ہمیں اس سے اتر کر نیچے زمین کی حقیقتوں پر جاکر اپنا قدم جمانا ہوگا اور زمین کی حقیقتیں پاکستان کی جو کچھ ہم سے طلب کرتی ہیں قومی قسم کا ایک سیاسی، آئینی اور زندگی کا ڈھانچہ ہمیں ان لوگوں کے لئے مہیا کرتا ہے اگر ہم اپنا آئین بناتے ہیں اور اس میں ایک چیز ہم کسی سے لے لیتے ہیں اور دوسری چیز کسی اور سے محض اسلئے کہ یہ ایک اچھا آئیڈیا ہے تو اس سے کام نہیں چلے گا ہر ایک ملک کے اپنے خصوصی معروضی حالات ہوتے ہیں اور اسے ان کے مطابق چلنا ہوتا ہے اگر یہ حالات سخت ہوں اگر یہ اس قسم کے ہوں کہ وہ آپ سے restraint کی توقع کرتے ہیں مرکزی حکومت تو ہمیں اس کو مہیا کرنا ہوگا صرف pious intentions اور platitudes سے کام نہیں چلے گا۔

جناب والا! سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ پاکستان میں جب ہم صوبائی خود مختاری کی بات کرتے ہیں تو اس کی بنیاد کیا ہے! آپ کو ہم سب کو علم ہے کہ سب دنیا میں جو ممالک ہوتے ہیں ان کے کچھ انتظامی یونٹس ہوتے ہیں ان کو کہیں cantons کہتے ہیں کہیں states کہتے ہیں اور کسی جگہ صوبہ کہتے ہیں ہم پاکستان میں جب صوبے کی بات کرتے ہیں تو اس کے پیچھے تاریخی معاشرتی، اقتصادی اور ثقافتی محرکات ہیں ان کی بنیاد پر یہاں

[Mr. Bashir Ahmad Matta]

صوبے پہلے سے موجود تھے یا یہ communities جو ان صوبوں میں رہتی ہیں وہ communities یہاں موجود تھیں تو تب ہم ان صوبوں کی بات کرتے ہیں فرانس یا جرمنی میں صوبوں کا تصور جدا ہوگا میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا جس کے مطابق ہمارے مرحوم صدر صاحب کا ایک وقت میں خیال تھا کہ سب صوبوں کو ہٹا کر یہاں چھوٹے چھوٹے صوبے بنائے جائیں تاکہ administratively وہ feasible ہوں تو اس قسم کے خیالات سے لوگ کھیلتے رہے ہیں مگر administrative units یہاں بنا کر pure administration چلا کر کام نہیں بنے گا کیونکہ یہاں جو پولیٹیکل یونٹس ہیں ان کے پیچھے natural, historical and economic محرکات ہیں فرانس یا جرمنی میں آپ چھوٹے چھوٹے یونٹ بنا کر کام چلا سکتے ہیں وہاں پر یونیفارم سوسائٹی ہے اور یہ صرف ایک ایڈمنسٹریٹو پرابلم ہوگا یہاں پر صرف ایڈمنسٹریٹو پرابلمز نہیں یہاں پر آپ صرف کمشنر یا ڈپٹی کمشنر بٹھا کر ایڈمنسٹریشن نہیں چلا سکتے یہاں پر آپ کا صوبائی لیول پر جن لوگوں سے واسطہ ہے ان کے جو aspirations ہیں وہ ایک کمپاؤنڈ قسم کے aspirations ہیں ایک سوسائٹی میں رہنا چاہتے ہیں وہ ایک پولیٹیکل زندگی گذارنا چاہتے ہیں وہ ایک سلطنت کے وفادار رہنا چاہتے ہیں مگر ساتھ ساتھ ان کے جو heritages ہیں الگ الگ heritages ہیں ان سے وہ دستبردار نہیں ہونا چاہتے میں یہ حقیقت اس لئے یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حقائق سے یہاں اجتناب کیا جائے جس کے اچھے نتائج نہیں نکلتے میں کہتا ہوں کہ جو بھی پاکستان میں آئین شروع کرے یا ختم کرے یا ایک آئینی ڈھانچہ اس ملک کو دے تو ان حقائق کو اسے سامنے رکھنا پڑے گا ہوتا یہ آیا ہے کہ آپ جو صوبائی خود مختاری یہاں پر دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آئین میں آپ لکھ لیتے ہیں کہ صوبائی خود مختاری یہاں پر ہوگی مگر پھر جیسے معزز اراکین نے کہا صوبائی خود مختاری عملاً نہیں ملتی اس کی وجوہات ہیں صرف پیپرز پر یا پیراگراف لکھنے سے آپ کو صوبائی خود مختاری یا Practical Constitutions نہیں مل سکتے برطانیہ کا آئین جو ہے unwritten Constitution ہے اس کو لکھا بھی نہیں گیا مگر اس کو observe کیا جاتا ہے اس لئے اس کے اثرات عوام پر ایسے پڑتے ہیں جو ان کی چاہت کے مطابق ہوتے ہیں ہمارے یہاں ہم آئین میں سب کچھ لکھ لیتے ہیں لیکن عمل نہیں ہوتا ایک ہاتھ سے دے دیتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے واپس لے لیتے ہیں اس لئے یہاں پر آپ کو ایک ایسے practical آئین کو رائج کرنا ہوگا جو اس ملک کے معروضی حالات کے مطابق ہو پہلے یہاں پر ایک آئین ایوب خان

نے دیا۔ تھا جس میں parity کا پرنسپل تھا وہ پیرٹی کا پرنسپل اس وقت جو structure انہوں بنایا ہوا تھا اس کو آگے لے جانے کے لئے تھا مگر پیرٹی کا پرنسپل prevail نہیں ہوا اسی لئے پاکستان دولخت ہوا اس کی اور بھی وجوہات تھیں مگر بنیادی وجہ اس کی یہی تھی کہ وہ لوگ جو ہمارے ساتھ رہ رہے تھے وہ اس پولٹیکل سسٹم سے جو ہم نے ان کو دیا تھا satisfied نہیں تھے اب جو ہمارے باقی چار صوبے رہ گئے ہیں، آپ چاہے آئین میں کتنی بھی verbal provincial autonomy ڈالیں جب تک آپ کے پاس اس کو عملی کرنے کے لئے infrastructure نہیں ہوگا جب تک اس کو implement کرنے کے لئے سسٹم میں restraints اور curbs خود کار اور in-built نہیں ہونگے autonomy آپ کے ہاتھ نہیں آئے گی اور ہر وقت پاکستان میں بھی complaint ہوگی اگر سنٹر اور صوبوں کی حکومتیں ایک پارٹی کے پاس ہوں تو شاید لوگ کچھ نہیں کہیں مگر جب بھی dichotomy آئے گی سنٹر میں ایک قسم کی حکومت ہوگی اور صوبے میں دوسری تو lack of autonomy کا عنصر exacerbate ہوگا۔

ابھی جو ہم بحث کر رہے ہیں وہ تو صرف اس پر ہے کہ quantum of provincial autonomy جو آئین میں ہے وہ دی جائے اس پر میں پہلے بحث کرنا چاہتا ہوں دوسری بات پر میں بعد میں آؤنگا پراونشل اٹانومی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صوبوں میں آپ بے اختیار وزیر بٹھا دیں یا وہاں پر ایک ایسی مقننہ قائم کر دیں جس کے پاس کچھ طاقت نہ ہو۔ پراونشل اٹانومی کا مطلب یہ بھی ہے کہ جو natural resources ہیں ایک صوبے کے ان پر اس صوبے کا بھی حق ہونا چاہیئے جو بنک آپ کے پاکستان میں چل رہے ہیں ان کے سارے ہیڈ کوارٹرز کراچی میں ہیں ان میں سب صوبوں کو ان کا حصہ ملنا چاہیے پھر جو فیڈرل گورنمنٹ کی اتنی ساری سروسز ہیں particularly کارپوریشنز، جو gaints ہیں ان میں بھی صوبوں کی پاپولیشن کو reflection دینا ہوگا تب جا کر آپ کہیں گے کہ ہم نے کوئی صوبائی حقوق دے دیئے ہیں اگر آپ صرف آئین میں mention کریں گے کہ

The provinces will be equal and autonomous. It will be just a sentence, it will be just words and will carry no practical meaning.

[Mr. Bashir Ahmad Matta]

میں کہتا ہوں کہ quantum of autonomy آئین میں موجود ہے وہ بھی اب تک ہمیں نہیں ملا اگر اسی
پر آپ عمل کریں تو ہمارے صوبے کو بہت فائدہ ہوگا ہمارے صوبے میں صرف ایک دو ڈسٹرکٹ ہیں
جو سرسبز و شاداب ہیں مردان اور پشاور، ان کے علاوہ سارا صوبہ بنجر ہے وہاں پر ہماری natural
resource کیا ہے؟ ایک نیچرل resources ہماری بجلی ہے جو ہماری produce ہے اور ہماری
معاش کا ذریعہ ہے لیکن اس کی جو آمدن ہے وہ ہمیں نہیں ملتی اس کے بدلے میں ہمیں کیا ملتا ہے
ہمیں گرانٹ ملتی ہے یعنی اپنی آمدن جو صوبے کے لئے self sufficient ہو سکتی ہے
وہ لے کر فنانس منسٹر ہمیں بدلے میں گرانٹس دیتا ہے اور وہ سب کچھ اس
کے رحم و کرم پر ہوتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس پرنسپل پر عمل کرنا ہوگا کہ ایک صوبے میں جو
natural resaurces ہیں ان پر اس صوبے کا حق ہے کیونکہ بیسویں صدی میں
economic autonomy کے بغیر کچھ نہیں اگر آپ economically self sufficient
نہیں ہیں تو economically self sufficient اگر ہیں free ہیں تو آپ
provinces چھوڑو تو کیا States بھی free نہیں ہیں اگر آپ کی economy self
sufficient نہیں ہے then even as States the small countries are not realy free.
اس ملک کے بہتر interest میں ہے کہ جو quantum of autonomy آئین میں ہے
پر فی الفور implement کی جائے آپ پاکستان کے مستقبل interest
کی طرف دیکھیں گے اگر آپ اس ملک کو ایک viable ملک بنانا چاہتے ہیں جس میں سارے
مختلف بیک گراونڈز سے آئے ہوئے لوگ satisfactory زندگی
گزاریں تو اس کے لیے آپ نے ایک ایسا in-built سسٹم آئین میں ڈالنا ہوگا جو خودکار ہو جو کسی
کے رحم و کرم پر نہ ہو، بلکہ خود اٹانومی کو provide کرے اس صورت میں آپ سب کو سوچنا
ہوگا میرے خیال میں پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں دونوں ہاؤسز کے آئینی اور قانونی مدبرین
لیے جائیں جو ایک ایسا سسٹم اس ملک کو دیں اسے پارلیمنٹ میں لائیں جیسے طریقہ ہے جس میں صوبائی
خودمختاری پر عمل کرنے کا ایک in built خودکار apparatus موجود ہو آپ پراونشل اٹانومی کے پرنسپل
کو تسلیم کرتے ہیں سب اس ہاؤس میں تسلیم کرتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ پہلے جو لوگ پراونشل اٹانومی
کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے وہ بھی آج اس کو تسلیم کرتے ہیں اس لیئے اس کے

لیئے ایک سسٹم ہی بنا لیں وہ سسٹم کیسے ہوگا وہ سسٹم ایسے ہوگا کہ اس میں اپنے in-built checks and balances ہونگے ورنہ آپ کی ساری کارروائی زبانی ہوگی ۔ اس کے لیئے میں propose کرتا ہوں کہ اگر آپ اس ملک میں true federation چاہتے ہیں تو یا تو آپ کو ایسے کرنا ہوگا کہ آپ کا سینیٹ ایسے ہو جیسے امریکہ کا سینیٹ ہے وہ زیادہ اختیارات رکھے تاکہ وہ صوبوں کو زیادہ حفاظت اور زیادہ ضمانت دے یا میں ایک نئی بات کہہ رہا ہوں آپ اس پر سوچیں آپ سب سنجیدہ لوگ ہیں ہم سب بھائی ہیں اور بیٹھ کر یہاں ہمیں پراونشل آٹانومی کا حل نکالنا ہے کہ لوئر ہاؤس میں آپ کو ایک ایسا طریقہ کار کرنا ہوگا جو ون مین ون ووٹ کے پرنسپل پر نہیں ہو گا وہ ایسا پرنسپل ہوگا جس میں صوبوں کی weightage ہوگی مثلاً ایسے نہیں ہوگا کہ ایک صوبہ تینوں سے زیادہ نمائندگی رکھے گا یا ایک صوبہ دو صوبوں سے زیادہ کوئی فارمولہ نکالنا ہوگا کہ ایک صوبے کی majority کسی صورت میں باقی سب سے زیادہ نہ ہو ورنہ پھر پراونشل آٹانومی negate ہوگی کیونکہ جب نیشنل اسمبلی کو آپ ایک طرف اختیارات دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں پارلیمنٹری سسٹم ہے تو پارلیمنٹری سسٹم کا ایک adjunct یہ ہے۔

That there the majority rules and majority is the authority. This is the principle of parliamentary democracy. Now, when you have a province which is in such a majority that it has preponderance over all the other three provinces of the country, then the net natural and logical result of that would be that when you get a parliament — a Lower House which is powerful one province will have preponderance in that House. So, the other provinces will not, in practice, get autonomy or proincial rights which may be enshrined in the Constitution. Because, in the day to day buiness, the parliament will be supreme, the Government will be responsible to the lower House, and in the lower House, the majority coming from one single province, the biggest province will have preponderance over the others, and to get your due either you will have every day to go to the courts (starting from the Sessions courts you will have to go to the Supreme Court, and it will take years, or you will not get the quantum of provincial autonomy which is desirable, which is desired and which is proclaimed everywhere. Therefore, I say that you will have to have either a strong Senate, or in the lower House a formula will have to be evolved (I do not have the exact formula) where three provinces will not be

[Mr. Bashir Ahmad Matta]

less than one province. Only then will you have a modicum of autonomy in this country; otherwise you cannot have it.

Now, what I would suggest, in all sincereity, is that the parliament should have a joint committee of sane and sage people. They should get together and find a practical solution to this everlasting and endemic bickering between the provinces. You see some of the provinces in this country are small. Their concept of provincial autonomy is a kind of protection they need against the possible excess of authority either by the one big province or by the Centre.. But in the majority province the concept. of provincial autonomy is somewhat different. Because it is a majority province, so naturally under the system which prevails in the country (where the Lower House is the real sovereign and the Government is basically responsible to it), it feels aggrieved when not in control of the government at the Centre. So there is a difference between the concepts of autonomy of the smaller provinces and the biggest.

What I would suggest is, Sir, that apart from endorsing that we must have complete provincial autonomy that is given by the present Constitution, we must evolve ways and means to have real viable autonomy in this country for all the provinces. Mere platitudes will not do. Mere rhetoric will not do. We have been saying things without implementing them. We have been hanging in the skies; we have been prone to forget the realities on earth. We will have to curb this tendency. And for that, I think, we will have to have, at one point or another, a joint Committee of the Parliament to give the question of provincial autonomy the consideration that it deserves. It is the primary question, it is the cardinal question, the vital question which hangs, like Damocles' sword, over the existence of the whole country. We have failed nowhere more than we have failed on account of autonomy. We can overcome other troubles which we have in this country; We can overcome other problems;; but this can be done only after the vital question of provincial autonomy is settled. I want to finish my speech with these words. Others have spoken and most of the other points which I wanted to make have already been made. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Nawabzada

Jahangir Shah Jogezai Sahib.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم،
جناب چیئرمین صاحب شکریہ، provincial autonomy ایک معمولی سی بات نہیں ہے
کہ اس کو جذبات کے ذریعے سے یا کسی دباؤ کے تحت حل کیا جائے provincial
autonomy کو تو ہمیں conceptually دیکھنا ہے اور conceptual skill
کے مطابق ہی اس پر غور کرنا ہے اب conceptual skill کا اردو میں ترجمہ یہ ہے
تنظیمی مہارت، اب تنظیمی مہارت کی تعریف کیا ہے تنظیمی مہارت وہ مہارت ہے کہ جس سے
تمام تنظیموں کو ایک سمجھتے ہوئے کسی ضلعی تنظیم علیٰ کسی ردِ عمل کا اثر دوسری تنظیموں پر مرتب ہو
ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی پاکستان میں اس وقت مشرقی پاکستان کی بات نہیں
کرتا کیونکہ وہ بات اب ختم ہو چکی ہے سیاسی طور پر بھی اور practically
بھی تاریخ کیا رہی ہے، ہم پہلے مغربی پاکستان کی تاریخ کا جائزہ لیں گے کس طریقہ سے
احمد شاہ ابدالی کے بعد افغانستان میں حکومت رہی ۱۸۰۸ میں رنجیت سنگھ جب گورنر بنا
اس وقت پنجاب اور ملتان جدا جدا صوبے تھے اس جدا صوبے نے ۲۰ سال تک رنجیت سنگھ
کے ساتھ لڑائی کی اور پھر یہاں تک کہ وہ فرنٹیر تک گیا اسی طرح سے ڈاکٹر صوفی نے
بڑی اچھی تاریخ لکھی ہے میں نے اس کو پڑھا ہے کشمیر کے بارے میں وہ کہتا ہے کہ
Sixty seven Years of the Afghan Rule لیکن سنہ ۱۸۱۹ء
میں وہ بھی ان کے قبضے سے نکل گیا اور سکھوں کے تسلط میں آگیا افغانستان میں سدوزئی
خاندان روز بروز آپس کی لڑائی کی وجہ سے پنجاب سے کمزور ہوتا گیا سکھ بڑھتے گئے انگریزوں
کو محسوس ہوا کہ روس اپنی فارورڈ پالیسی کی وجہ سے سنٹرل ایشیا میں آرہا ہے تو وہ یہاں پر شاہ
شجاع کو ۱۸۳۴ میں لے آئے اور وہاں پر tripartite خان قلات کے ساتھ ایک
معاہدہ ہوا شاہ شجاع اور انگریزوں کے درمیان ہوا اس کے بعد First War ہوئی
Second War ہوئی، Afghan War ہوئی، علاقے تبدیل ہوتے گئے چنانچہ
سر رابرٹ سنڈمن (الیسٹ پنجاب میں) بلوچوں اور بگٹی علاقہ سے یہاں آیا آپ کی
شاہ رگ کا علاقہ، چمن کا علاقہ، پشین کا علاقہ، یعقوب خان نے انگریزوں کو ایڈمنسٹریشن کے

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

لیئے دیا اِس سلسلے میں اِن کے ساتھ یہ طے ہوا تھا۔ انتظامیہ پر جو خرچ ہوگا۔ اس کے علاوہ باقی انہیں دے دیا جائے گا غالباً ۱۹۰۶ تک پشن کا مالیہ وصول کیا گیا۔

بلوچستان میں دو تین سٹیٹس تھیں، خان آف قلات کی سٹیٹ تھی خاران سٹیٹ تھی لسبیلہ سٹیٹ تھی، اس کے علاوہ جو کچھ علاقے By negotiations اِس میں شامل ہوتے گئے آخری علاقہ ۱۸۹۰ میں ژوب تھا جو برٹش بلوچستان میں بطور ایجنسی شامل ہوا۔ اس برٹش بلوچستان کا سربراہ ایک انگریز چیف کمشنر تھا اور ٹرائبل ایریاز، لورالائی، سبجرانی کا علاقہ جس میں مری بگٹی اور سبی قابلی شامل ہیں اِن کے لیئے یہ گورنر کا ایجنٹ ہوتا تھا اور سٹیٹس کے لیے وہ ریذیڈنٹ تھا اس طرح یہ function کرتا رہا اور برٹش بلوچستان کا جو نظام تھا وہ ٹرائبل نظام ہے ٹرائبل لاء تھا اور

Tribal law through the Jirga, the Shahi Jirga, was the supreme

آپ اس کو اسمبلی کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ law making ادارہ تھا خان قلات کے ساتھ بھی انگریزوں کے معاہدے ہوئے تھے بلوچستان کی چار positions تھیں ایک برٹش بلوچستان ایک ٹرائبل ایریا، ایک سٹیٹس اور ایک لیز ایریا، جب ہندوستان میں سیاست شروع ہوئی تو یہ آواز اور اثر پھیلتا گیا یہاں تک بلوچستان بھی اس سے متاثر ہوا۔ اِس پر میں نہیں جاتا۔ کیونکہ میں صرف اس بات پر بات کروں گا کہ صوبہ، ضلع، ڈویژن، ملک، اِن کا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہوتا ہے خود بلوچستان شاہی جرگہ کے ووٹ سے پاکستان میں شامل ہوا۔ فرنٹیئر بھی ووٹوں سے پاکستان میں شامل ہوا۔ سندھ بھی ووٹوں ہی سے شامل ہوا ہے اس وقت یہ تاثر اور یہ خیال سب کے ذہن میں تھا کہ پاکستان بنے گا تو تمام مسلمان اکٹھے رہیں گے اور ایک دوسرے کو سہارا دیں گے مگر ایسا نہ ہوا ایسٹ پاکستان، ہم سے جدا ہوا۔ اِس سانحہ کی جو انکوائری ہے وہ آج تک پبلک کے سامنے نہیں آئی، کیوں نہیں آئی؟ اِس کے پیچھے بھی بہت سارے واقعات ہیں، بہت سارے قصے ہیں سندھ جو سب کو ہاتھ کھول کر سینے سے لگا رہا تھا آج وہاں پر خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے وہ کیا مانگ رہے ہیں، وہ لوگ جو پناہ کے لیئے ہندوستان سے یہاں آ گئے وہ خود ایک عجیب مخمصے میں مبتلا ہیں۔

بلوچستان میں بھی ایسی ہی حالت ہے آپ اس تاریخ کو سلسلہ وار لیں ہر وقت کی جو بھی

غلط چیز ہے اس کا آپ جائزہ لیں تو ایک بات سامنے آئے گی کہ جو آزادی کا تصور ایک شخص کے ذہن میں تھا آج اس کے تاثرات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ مساوات اور انصاف نہیں ہے فلاحی مملکت جو ایک آزاد مملکت کا شیوہ ہے وہ پیش نظر نہیں رشوت ہے اور سب سے بڑی بات جو میں دیکھ رہا ہوں کہ جو کرسی پر بیٹھ جاتا ہے وہ اسے ذات اور خاندان کے لیے مخصوص سمجھتا ہے ہم نظام کیوں چلاتے ہیں صوبے کیوں بناتے ہیں ہم ٹیکس کیوں لگاتے ہیں اس سارے معاملے کا مطلب مملکت کا تحفظ ہوتا ہے اور جب تک اس ملک کے لوگ خوشحال نہیں ہوتے ملک بھی خوشحال نہیں ہو سکتا ملک مضبوط نہیں ہو سکتا چاہے آپ کئی Divisions اور بنا دیں اگر اس کے مکین خوش نہیں ہیں آرام سے نہیں ہیں انہیں انصاف نہیں ملتا ہے تو وہ مطمئن نہیں ہوں گے۔ ایسٹ پاکستان میں بھی تو آپ نے کئی ڈویژن فوج بھیج دی تھی اور لوگوں نے ساتھ نہیں دیا تو کیا ہوا اس لیے جب ۱۹۵۶ء میں A.B.C. بلاکس بن گئے اس میں ہم لوگ آ گئے یعنی چار صوبے، بی میں دو صوبے، سی میں دو صوبے۔ اور مرکز کو انہوں نے تین اختیارات دیے تھے Communications Defence اور Foreign Affairs کیونکہ Defence اور Communications سب کے لیے ضروری تھا اور اس نظام کو چلانے کے لیے سنٹر کو ٹیکس لگانے کا اختیار دیا گیا اس لیے دیا گیا تھا کہ فوج اور Communications بغیر ٹیکس کے نہیں چل سکتے لیکن قانون ساز اسمبلی sovereign تھی اس کو ایک گورنر جنرل نے ختم کیا اور پھر ہمارا دستور shifting sand کی طرح سے پھسلتا رہا اور آج بھی مجھے شک پڑتا ہے کہ جو کاپی آئین کی میرے پاس ہے وہ صحیح ہے یا نہیں کیونکہ بعض اوقات کوئی حوالہ دینا پڑتا ہے تو شک گزرتا ہے کہ معلوم نہیں کہ کہیں اس میں ترمیم نہ ہو گئی ہو ٹھیک ہے۔

آئین بنایا جاتا ہے تو صوبوں کو اختیارات دیے جاتے ہیں لیکن جب آپ کسی کو اختیارات دیں تو اس پر اعتبار بھی کریں اب آپ اپنے اختیارات سے زیادہ فائدہ نہ اٹھائیں ویسے دکھ کی بات ہے کچھ قانون اور کچھ رواج ہیں رواج اس سلسلے میں کہ آپ جب کیبنٹ کا اجلاس بلاتے ہیں تو چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ بھی آتے ہیں مگر یہاں پر کیا ہوا کہ دو صوبوں کے وزرائے اعلیٰ تو شامل ہیں دو کے نہیں ہیں یہاں سے یکدم ذہنی تفریق اور نفرت کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بھائی یہی بات اگر آپ پوچھ کر کرتے تو جو بھی بہتر ہوتا وہ مان لیا جاتا یہ بات تو لوگوں کی مدد کرنے کی

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

تھی سکیمیں دینی تھیں غربت ختم کرنی تھی جہالت ختم کرنی تھی اب آپ دیکھیں کتنے افسوس کا مقام ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان چل رہا ہے ہر کوئی ایک دوسرے کو نوچ رہا ہے آخر کیوں کیا یہ خاندانی ریاست ہے یا قوم کی امانت ہے اگر امانت ہے تو امانت کے طور پر چلاؤ اگر قانونی سقم ہے تو دیکھو کہ کیوں نہیں چل سکے، ہم اور آپ، اپوزیشن ہو یا گورنمنٹ یہ ایک باڈی ہے اپوزیشن ختم نہ کرو بلکہ اسکا رول یہ ہے کہ یہ بہتر سے بہتر اپنا کردار ادا کرے حکومت کو چاہیئے کہ اگر اپوزیشن کسی بات پر اعتراض کرتی ہے یا غیر اکمیتی ہے تو محسوس نہ کرو۔ بلکہ جب میں آپ کے ساتھ بات کرتا ہوں تو بات کھل جاتی ہے اور میں آپ کا ساتھی ہوں لیکن ہم ایک دوسرے کو دیکھیں گے نہیں ہم کہیں کہ یہ میری عزت نہیں کرتا تو میں یہاں نہیں آتا تو پھر ہم کیسے ایک دوسرے کے خیالات کو سمجھ سکتے ہیں اور کیسے معاملے کو رفع کر سکتے ہیں چاہے وہ development کا ہو چاہے آئینی ہو تمام باتیں قوم کے لئے ہوں اور قوم کے لئے ایک دوسرے کو مناؤ۔ ہم مل لاتے ہیں کہ اس سے فائدہ ہوگا اب جناب یہ ہے جا تنقید شروع کیسے ہوئی پہلے ون یونٹ بنا کسی سے نہیں پوچھا گیا۔

جناب ڈپٹی چیرمین: نواب صاحب معذرت کے ساتھ آپ provincial autonomy پر آئیں کافی تمہید باندھ لی ہے۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میں اسی پر آ رہا ہوں میں بتاتا ہوں کہ کیا بات ہے کیوں ایسا ہو رہا ہے جو لوگ اس صوبے میں ہیں پہلے اُن کو تحفظ دیں جو لوگ اس میں رہتے ہیں وہ باہم دست و گریباں نہ ہوں۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! یہ تو ہمیشہ قاعدہ ہے، کہ لمبا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی۔ تو یہ اعتراض کی بات نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیرمین: نہیں میں نے ویسے ہی نواب صاحب کو کہا تھا کہ تمہید کافی ہو گئی ہے لوگ کافی باہر نکل رہے ہیں۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: ایسی کوئی بات نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ جونیجو صاحب جب وزیر اعظم تھے انہوں نے امین کی کمیٹی بنائی تھی اس کا میں بھی ممبر تھا اس میں صوبائی خود مختاری کی وضاحت کرنی تھی لیکن اس کی کوئی sitting نہ ہو سکی جو بہت ضروری تھی اب بھی اسکی ضرورت ہے جب ون یونٹ بنا آپ نے اس میں ریاستوں اور دیگر سب علاقوں کو شامل کیا لیکن جب توڑا

تو کس کے اشارے پر توڑا، کیوں توڑا؟ اور جب توڑا تو ریاستوں کو کیوں نہیں توڑا اُن کا جُدا نظام تھا جون 47ء کی بات ہے کہ قلات کی ۲۲ لاکھ روپے آمدنی تھی بلوچستان کی ستر لاکھ آمدنی تھی اسں 22 لاکھ میں قلات کی ریاست چلتی تھی اور لوگ خوش تھے اب آپ سات ارب روپے دیتے ہیں اور لوگ خوش نہیں ہوتے کیوں ہم ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں جب کہ بلوچستان میں ہم ایک تھے آج ہم ایک دوسرے پر تنقید کر رہے ہیں یہ ایک خرابی ہے اسکو دور کریں بلوچستان ایک غلط نام رکھا ہوا ہے جب کہ وہاں پٹھان زیادہ ہیں پھر بروہی ہیں بلوچ سب ڈویژن مری بگٹی جو پہلے نصیر آباد کا تھا اِس میں زیادہ ہیں درمیان میں مکران کا علاقہ ہے وہاں زبان جدا ہے کم از کم آپ نے ون یونٹ توڑا تھا تو پھر اِس سٹیج پر آتے کہ لوگ بیٹھتے جیسے شاہی جرگہ بیٹھتا ہے اور وہ فیصلہ کرتے تمام معاملات آپس میں نمٹا لیتے اگر آپ انکو اتنا اختیار دے دیتے آپکو اب وہ سامنا نہ کرنا پڑھتا جیسے آج سندھ میں ہو رہا ہے۔

میری گذارش یہ ہے کہ صوبوں کا از سر نو تعین کریں پھر اس کے بعد آپ اُن کو صوبائی اختیار اُس فارمولے کے تحت دیں جو 46ء میں طے ہوا تھا صرف سنٹر کے پاس ڈیفینس، فارن پالیسی اور Communications رہیں اور باقی موضوعات کو صوبوں میں اِس طرح تقسیم کریں کہ لوگ ایک دوسرے کو سمجھ سکیں اور ایک دوسرے پر دست درازی نہ کر سکیں یہ مسئلہ آپ کے سامنے آتا رہے گا اِس لئے میں آپ کو خصوصی طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی جیسا کہ بھٹو صاحب نے کہا تھا یہ بات اِس وقت بھی ہوئی تھی جو نیجو صاحب نے بھی اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی تھی ہماری بھی یہی کوشش ہونی چاہیئے کہ صوبوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے جو administratively بڑے ہیں جہاں development نہیں ہو سکتی اِن کو چھوٹے کر دیں اور جس کی آبادی زیادہ ہے اِس کو دوسرے علاقوں کے مطابق از سر نو متعین کریں تاکہ دوسرے اِس کو زیادہ نہ سمجھیں۔ جو بہت بڑا علاقہ ہے اِس کو دو تین ٹکڑوں میں تقسیم کر دیں تاکہ development ہو جائے نہ اِس کو زبان کی بنا پر کریں نہ اس کو علاقائی حدود پر کریں جس وقت پاکستان بنا تھا ہم ملت اسلامیہ کی بات کرتے تھے ملت اسلامیہ کے جو کچھ اپنے اصول ہوتے ہیں وہ تو اپنائے نہیں گئے، قومیتیں خواہ مخواہ درمیان میں گھس آئیں قومیت یا کمیونزم یہ دو چیزیں اِس کی جگہ لیتی ہیں جب یہ ملت اسلامیہ نہیں ہو گی تو اس کی

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

جگہ دوسری چیزیں رہے ہیں گی عجیب ایسی حالت بن جائے گی تو آپ کو لسانی طور پر تقسیم کرنا پڑے گا ان کی خوشی کے مطابق زور سے نہیں ان سے پوچھا جائے کہ بھئی کس قسم کا نظام بلوچستان میں چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جتوئی صاحب آپ کا مشن ابھی مکمل نہیں ہوا شاید صبح سے۔جی نواب صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: پنجاب میں بہت سارے لوگ مجھے۔ پنجابی خود، یہ معاملات اٹھا رہے ہیں ان کے دل میں بھی ایسی ہی بات ہے جو تکلیف مجھے اپنے ہمسائے سے پہنچ رہی ہے وہ میں سامنے کیوں نہ کہوں ہم چپکے سے کیوں لڑائی کریں۔ قتل کریں۔ ہم بلاسٹ کریں لیکن بات نہیں کریں کہ بھئی آپ سے مجھے یہ تکلیف ہے اس تکلیف کو دور کرو اس طرح سے انتظام کیا جائے میری آپ سے بلکہ اپنی قوم سے یہی درخواست ہے کہ آپ اس کو ذاتی معاملہ نہ سمجھیں یہ سب کا معاملہ ہے اگر ایڈمنسٹریشن کو چلانا ہے تو scientifically چلاؤ اگر development کرنا ہے تو scientifically کرو اور اگر بات چیت کرنا ہے تو اپنی ذات کی نہ کرو تو قوم کی کرو۔اگر تجارت کرنی ہے تو وہ تمہارا کام ہے لیکن جہاں بات کرو تو قوم کے لئے کرو۔

اب مجھے یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ پاکستان کی بات کوئی نہیں کرتا سیاسی پارٹیوں کی کرتے ہیں Provinces کی بات کرتے ہیں، بلوچ کرتا ہے پٹھان کرتا ہے پنجابی کرتا ہے اب پنجاب میں بھی یہ بات آگئی ہے جو کہ پہلے نہیں تھی کہ پنجاب میں جو بھی چلا جاتا ہے وہاں آرام سے رہتا ہے اور اگر یہ بات پنجاب میں آگئی اور پھر مارشل لاء لگ گیا تو سب پر پنجاب rule کرے گا پھر پاکستان آپ کیسے رکھیں گے۔ یہ سب باتیں بچوں کی نہیں ہیں سوچنے کی ہیں آپ پہلے یہ سمجھ لیں کہ پاکستان ایک رہے گا یا نہیں رہے گا اگر رکھنا چاہتے ہو تو پاکستان کے اصول اس طریقے پر بناؤ کہ ہم ایک دوسرے کو tolerate کر سکیں اس طرح سے بناؤ کہ تجھے تحفظ حاصل ہو اس طریقے سے بناؤ کہ ہم ایک دوسرے پر زیادتی نہ کریں اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر یہ مسمر یاف ہیں پھر ہمارا علاقہ ایسا ہے کہ کوئی ہم پر control نہیں کر سکتا پھر میں بتاتا ہوں کہ ہم پر کسی نے حکومت نہیں کی اور آئندہ بھی نہیں کرے گا ہم خوشی سے آئے تھے لیکن ایسا کرتے

ہو تو پھر اس کا خمیازہ سارے ملک کو بھگتنا پڑے گا اسیئے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ بڑھتا جا رہا ہے اور بڑھیگا تو اس
کے لیئے سوچیں اپوزیشن اور گورنمنٹ مل کر سوچے، سب مل کر سوچیں۔ سب کو اکٹھا کرو ایک ہی مستقبل
بناؤ۔ پاکستان کو بچاؤ یہ کس طرح بچتا ہے میرے خیال میں موقع بھی دیکھو جغرافیہ بھی دیکھو اپنی پچھلی
تاریخ بھی دیکھو اس وقت جو حالات ہیں وہ بھی دیکھو کیوں ہم ایک دوسرے کو کھائیں کیوں ہم ایک
دوسرے کو ماریں کیوں ایک دوسرے کو نقصان پہنچائیں پاکستان ایک مضبوط ملک بن سکتا ہے۔

کشمیر کے معاملے میں بہت سے خدشات ہیں بہت بڑے خدشات ہیں resolution
پاس ہو گئی ہے اس کی implement کے لیئے آپ کے بازو نہیں ہونگے تو وہ implement
نہیں ہوگا آپ کے بازو خود ٹوٹ رہے ہیں ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں اگر کسی چیز کے لیئے آپ کا
خیال ہے اور اس کے لیئے ایک پروگرام ہے تو کام کرو ایک ایک آدمی کو ناقابل تسخیر بناؤ اگر
صرف پرمٹوں کے چکر میں وزارتوں کے، پیسوں کے، رشوتوں کے چکر میں اپنے آپ کو الجھاؤ گے تو ملک کیسے مضبوط
ہو سکتا ہے ایسی قوم کو خدا کبھی چھوڑتا نہیں ہے اس پر قہر آتا ہے اس کی تباہی ہوتی ہے
اسلام سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے اس کو سمجھو لیکن بات یہ ہے کہ اسلام ہے کون سا؟ کس
کا اسلام، ہمیں پھر قرآن اور سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور دوسری باتوں کو چھوڑ دو۔
ملک میں اسلام لانا ہے تو انگریزی قانون کو ختم کرو جب تک انگریزی قانون ہے آپ نہیں کر سکتے مدعی کو چھوڑ کر پولیس
مدعی کیسے ہو سکتی ہے جو ملزم کو پکڑتی ہے اسلام میں انصاف ہے۔ انسان
کی بات کرو کیا ایک آدمی نے ظلم کیا ہوتا ہے قتل کیا ہوتا ہے اس کو پرائم منسٹر چھوڑ سکتا ہے
خدا نہیں چھوڑ تم نہیں ہے آپ کیسے چھوڑ سکتے ہیں! یہ کیسا قانون ہے یہ کیسا انصاف ہے ایک آدمی نے
کسی کا باپ مارا ہے آپ اس کو چھوڑ دیتے ہیں کیوں چھوڑ دیتے ہیں؟ مدعی کو اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ
چھوڑتا ہے یا نہیں چھوڑتا آپ کا قانون یہ نہیں ہے میں نے ایک بل دیا ہوا ہے وہ اب تک
ادھر ادھر ہو رہا ہے سمجھ نہیں آتی کہ کیا کرنا چاہیئے کیسے کرنا چاہیئے کیا مطلب ہے بھئی اس قانون
کو ختم کرو colonial نظام کو ختم کرو اس نظام کو لاؤ جو لوگوں کو پسند ہے اس نظام کو لاؤ جو
چل سکتا ہے اس نظام کو لاؤ جس سے ایک دوسرے سے نفرت نہ کر سکیں اس نظام کو لاؤ
جو آپ کی خدمت کرے اگر وہ نہیں لا سکتے تو خواہ مخواہ ہوا میں کیسے مت چلاؤ۔ Provincial
Autonomy کو الیشو مت بناؤ Provincial Autonomy ہو گئی تو اس وقت
گی جب اس province کے لوگ جانیں گے کہ ہاں ہمارے حقوق کا تحفظ ہو کر سکتے ہو تو

[Nawabzada Jahangir Shah Jogezai]

کردو ورنہ نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اب ٹائم تو کم ہے اس میں شاد محمد خان صاحب اور صوبیدار صاحب دونوں بولنا چاہتے ہیں۔

صوبیدار خان مندوخیل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ایک آدمی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو۔

I can response to one point of order at a time.

جی صوبیدار صاحب۔

صوبیدار خان مندوخیل : جی میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : تشریف رکھیں۔ میں بات کرتا ہوں جی جتوئی صاحب آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے!

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں نے ایک ایڈجرنمنٹ موشن move کی تھی

Regarding Hyderabad situation

جناب ڈپٹی چیئرمین : پھر جتوئی صاحب چیمبر میں آئیں وہاں بیٹھ کر اس پر بات ہو گی I am sorry اس وقت debate کو continue رہنے دیں چیمبر میں اس پر بات کریں گے شکریہ جی۔ جی اسحاق بلوچ صاحب آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب اعجاز علی خان جتوئی : چیمبر میں kill کر دیں گے یا بات کریں گے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : دیکھیں گے جو بھی کرنا مناسب ہوا۔ جی اسحاق بلوچ صاحب کیا فرما رہے ہیں۔

جناب محمد اسحاق بلوچ : میں نے کہا کتنے ڈیبیٹر باقی ہیں؟ آپ کے پاس بقول آپ کے وقت کم ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : پندرہ سولہ باقی ہیں آج تو ختم نہیں ہو سکتا لیکن جو پانچ پانچ منٹ کے لئے بولنا چاہتے ہیں اس میں سے دو سپیکر تو میں بلوا سکتا تھا اس لئے میں نے شاد محمد خان صاحب کا نام لیا تھا تو آپ کو نیکسٹ ٹائم دیں گے۔ جی شاد محمد خان صاحب

جناب شاد محمد خان : بلوچستان بول گیا ہے اب مجھے موقع دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی جی آپ بولیں آپ بھی بلوچستان ہیں اور وہ بھی سرحد ہیں، کوئی فرق نہیں ہے Provincial Autonomy سب کا common interest ہے۔

جناب شاد محمد خان : حضور والا میں آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ صرف چند نکات پیش کروں گا یہ بڑے دکھ کی بات ہے۔ یہ صوبائی خود مختاری کا ایک سیاسی سٹنٹ شروع سے رہا ہے مختلف سیاسی پارٹیاں اسے اجاگر کرتی اور اس سے فائدہ حاصل کرتی رہی ہیں اب جب مسئلہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ایک اس وقت کی منتخب حکومت نے ۱۹۷۳ء میں صوبائی خود مختاری کا فیصلہ کر کے حقوق کا تعین کیا ہے اب اس سے انحراف کرنا سراسر زیادتی اور ناروا ہے۔ حضور والا! میں یہ بھی بیان کہوں گا کہ بحیثیت ایک پاکستانی کے مرکز کو جب تک یہ فیڈریشن ہے مضبوط اور فعال مرکز رہنا چاہیئے اس میں وہ سیاسی پارٹیاں جو ایم آر ڈی کی شکل میں سامنے آئیں انہوں نے ترمیمات پیش کیں لہذا اس کی طرف میں نہیں جاؤں گا میں پر زور طریقے سے یہ کہوں گا کہ ہمیں وہی خود مختاری چاہیئے من وعن جو ۱۹۷۳ء کے آئین میں ہے جسے یہ ایک آسمانی صحیفہ تصور کرتے ہیں اسی پہ اگر یہ عمل کریں تو ان کے لئے یہ نجات کا راستہ ہوگا اور افہام و تفہیم کی راہ نکل آئے گی۔

حضور والا! اگر یہ کشمکش اور یہ کھینچا تانی رہی اور صوبائی خود مختاری کو یکسر نظر انداز کیا گیا تو اس قسم کی باغیانہ باتیں بھی سامنے آنے لگیں گی میں سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس کے سلسلے میں کوئٹہ گیا ہوا تھا وہاں رات کو کمیٹی صاحب کی طرف سے ڈنر تھا ایک پریس کانفرنس ہوئی جس میں یہ باتیں ہوئیں جاوید جبار صاحب موجود تھے کہ جاوید جبار صاحب فوٹو تو ہمارا ہوتا ہے ہونٹ ہمارے ہلتے ہیں باتیں آپ کی ہوتیں ہیں یہ سنسر شپ کا کیا طریقہ آپ نے اپنایا ہے؟ آپ ہم کو اعتماد میں کیوں نہیں لیتے ہمیں موقع کیوں نہیں دیتے اس نے کہا ایسا تو نہیں ہو رہا دوسری سانس میں انہوں نے یہ کہا کہ کیوں آپ ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم مکران کے ساحل پہ اپنا ایک جہاز کھڑا کریں اس میں ٹیلی ویژن سٹیشن قائم کر دیں، اور اپنے پروگرام ٹیلی کاسٹ کرتے رہیں اور تیسرے سانس میں یہ کہا کہ اگر ہم سے یہ نہ ہو سکا تو پھر ہمیں یہ کرنا پڑے گا کہ ہم وڈیو کیسٹ بنا کر اپنے دوست ممالک سے ٹیلی کاسٹ کریں گے یہ تو بلوچستان کا عندیہ ہے پنجاب نے بھی اس قسم کی باتیں کی ہیں اور انتشار بڑھتا چلا گیا اب مجھے یہ ڈر ہے اگر صوبہ سرحد کا یہ مطالبہ بھی مضحکہ خیز نہیں ہے ۱۹۷۳ کے آئین میں بجلی کی پیداوار میں ہمارا حق

[Mr. Shad Muhammad Khan]

ہے اور اب اس کی assessment ہوئی ہے کہ تین ارب اور تیس کروڑ روپیہ فی سال ملے گا اگر آج صوبہ سرحد یہ مطالبہ کرے ۱۹۷۳ء کے بعد یہ تیرہ چودہ سال کا بقایا ہمیں دیا جائے تو ہم اس پر اکتفا کریں گے۔

اس کے بعد دوسری بات جو اُٹھی بلوچستان والی۔ میں نے ذکر کیا، اب پنجاب کاٹن میں اور چاولوں کی برآمد میں سے ۲۷ ارب روپیہ اپنا حصہ مانگ رہا ہے یہ تو زیادتی نہیں ہوگی کہ وہ بھی اپنا حق مانگے کیونکہ ہمیشہ پنجاب قربانی دیتا رہا ہے ۵۶ فیصدی آبادی ہونے کے باوجود بھی وہ ہماری ناز برداریاں کرتا رہا ہے اگر وہ ڈٹ جائے اور جمہوریت کے نام پر، جس جمہوریت کا ہم چرچا کرتے ہیں جس پر ہم دنیا میں فخر کرتے ہیں تو ۵۶ فیصدی کی آبادی کو حق حاصل ہے کہ جہاں جس کی اکثریت ہو وہاں اس کی حکومت ہونی چاہیئے اب مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں سندھ کے لوگ یہ نعرہ نہ اٹھائیں کہ درآمد و برآمد سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ بندرگاہ ہماری ہے تو پھر آپ کی فیڈریشن کہاں رہے گی اور کہاں فیڈریٹنگ یونٹس رہیں گے لہٰذا میں یہ استدعا کروں گا کہ خدارا اس پر سوچیئے اور افہام و تفہیم کی راہ نکالیئے اور وہ حقوق جو صوبوں کے متعین کیئے گئے تھے ۱۹۷۳ میں وہ ان کو من و عن دے دیں ان میں مداخلت نہ کریں۔

جناب والا! اسی سلسلے میں پانچ نکاتی پروگرام چلا۔ مرکزی حکومت نے صوبوں پر اعتماد کیا فنڈز ریلیز کیئے اور یہ فنڈز صوبوں پر کوئی احسان نہیں ہے یہ ہمارا حق ہے ہمارا حصہ ہے جو آبادی کے تناسب پر ہمیں ملتا ہے جس طرح آمدنی ہوتی ہے لہٰذا وہ پانچ نکاتی پروگرام بڑی خوبصورتی سے چلا کیونکہ صوبائی محکمہ جات اس کو implement کرتے تھے لہٰذا یہ تاثر غلط تھا کہ ممبران قومی اسمبلی اور سینیٹرز کو جو ۵۰، ۵۰ لاکھ روپے ملے تھے وہ اپنی جیب میں ڈال رہے تھے قطعاً یہ تاثر غلط تھا اور اس کو غلط رنگ دیا گیا ہمیں اس وقت کوئی نقد روپیہ نہیں ملا ہمیں صرف یہ اختیار دیا گیا کہ ہم منصوبہ بندی کریں اور ان منصوبہ جات کی ایک فہرست بھیجیں جس کی feasibility ہو اور ایک محکمہ اس کی sifting کرے اور اس کے بعد وہ فنڈز محکموں کے ذریعے خرچ ہوں اس میں سی اینڈ ڈبلیو ہے۔ Public Health بھی involve ہے تو اس کا یہ تاثر دینا کہ یہ لوگ کھا گئے قطعاً غلط اور بے اثر ہے اور اب اس پر یہ مرکزی حکومت بیٹھ گئی ہے ۔ لوگوں

یعنی وہ سکیمیں جو liability کی کردہ سکیمیں جو اس حکومت کی ہے کہ یہ کس قسم کی حکومت
یں بد دلی پیدا ہو گئی ہے کہ یہ کس قسم کی حکومت ہے کردہ سکیمیں جو اس حکومت کی
میں جائیں گے عدالتوں سے litigation سکیمیں ہیں جو سکیمیں مکمل ہو گئی ہیں انکے بل آتا یا ہیں وہ ادا نہیں کئے جاتے تو لوگ on-going
رجوع کریں گے تو کیا یہ موجودہ حکومت کی liability نہیں ہے کہ ان فنڈز کو واگزار کرے۔ شور شرابہ ان قومی اسمبلی کے
تھے یا اراکین سینیٹ کے تھے تاکہ وہ چیزیں پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں اور ... پیدا ہو۔
جناب والا! اس کے بعد اب پیپلز پروگرام کی یہ آٹھ ... سے ڈر رہے ہیں تو کیا ضرورت ہے
کہ مرکزی حکومت ان محکمہ جات میں مداخلت کرے جو کلی طور پر Concurrent Federal
کے مطابق صوبوں کی ذمہ داری ہے اس List and Provincial List.
میں تعلیم ہے صحت ہے Water Supply ہے Communications ہے یہ سارے
صوبائی subjects ہیں۔ لہٰذا مداخلت نہ کریں میں آپ سے اپیل کروں گا کہ یہ سینیٹ آپ کی
اس طرح مخالف نہیں ہے جس طرح آپ نے مخالف بنائی ہے کیوں نہ اس کو اپنے ساتھ
کر چلیں لوگوں کے کام کریں آپ ہمارے ذریعے سے ان کے مسائل حل نہیں کرنا چاہتے اگر آپ
ہم کو اعتماد میں لیں گے تو آپ کی اپوزیشن کوئی نہ ہو گی آپ جو بھی کام کریں گے ہم وثوق سے
ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے اور ہم ہر محاذ پر آپ کے ساتھ تعاون کریں گے بشرطیکہ
آپ ان معزز اراکین کا احترام کریں ان پر اعتماد کریں اور ان کو بھی پنپنے کا موقع دیں تاکہ یہ بھی
کسی کے سامنے جوابدہ ہو سکیں۔
حضور والا! اب وقت آگیا ہے کہ سوچنا چاہئیے اور اس کے لیے میں یہ بھی کہوں گا کہ
خدارا مرکزی حکومت مداخلت کرے کہ صوبوں میں جو رواج پڑ گیا ہے کہ صوبائی خود مختار
کے ام پی اے ممبروں کے درمیان بندر بانٹ ہو رہی ہے کوٹہ سسٹم پہ ملازمتیں ہو رہی ہیں
کا تو بیڑا غرق ہو گیا ہے اگر فیڈرل گورنمنٹ Placement Bureau کو ختم کر کے
Federal Public Service Commission کو اختیار دینا چاہتی ہے تو صوبوں
بھی یہ ہدایت کی جائے کہ وہ بندر بانٹ نہ کریں اور میرٹ کی بنیاد پر اچھے لوگوں کو سامنے لائیں
یہ معاشرہ صحیح طور پر بن سکے اس لیے جناب والا! میں کہوں گا کہ اگر مرکز نے سنجیدہ طریقے
اس راہ کو اپنایا اور ہمیں اعتماد میں لیا صوبائی حقوق کا تعین ہوا، صوبائی خود مختاری ملی تو
یہ نظام کامیاب و کامران رہے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! صوبیدار مندوخیل صاحب۔

صوبیدار خان مندوخیل: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. جناب چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا جناب والا! صوبائی خود مختاری پر ہمارے معزز اراکین نے بڑی اچھی باتیں کہیں اب اس صوبائی خود مختاری کے موضوع پر پتہ نہیں کہ میں بولوں کہ نہ بولوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سب کچھ بولیں لیکن اس تحریک کی حدود کے اندر رہ کر۔

صوبیدار خان مندوخیل: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری فیڈریشن کی ضمانت ہے اور یہ مضبوط فیڈرل حکومت کی علامت ہے جب تک آپ صوبوں کو خود مختار نہ بنائیں گے اور صوبوں کو ان کے حقوق نہ دیں گے تو میرے خیال میں صوبے بھی فیڈرل حکومت کے ہاتھ مضبوط نہیں کریں گے اور باغیانہ حرکات پر اُتر آئیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: خدانخواستہ۔

صوبیدار خان مندوخیل: جناب بدقسمتی یہ ہے کہ جب پیپلز گورنمنٹ آئی تو انہوں نے سب سے پہلے بلوچستان پر وار کیا بلوچستان اسمبلی توڑی اور میں اپنی عدلیہ کو داد دیتا ہوں اور اپنے عوام کو کہ انہوں نے بروقت صحیح مداخلت کی اور بلوچستان اسمبلی بحال ہوئی جناب میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ اسمبلی توڑی گئی یہ ان کا شیوہ ہے اور یہ ان کی آج کی بات نہیں ہے جب بھٹو صاحب کی ۱۹۷۲ کی حکومت آئی اس وقت کا یہ منشور ہے کہ ملک میں افراتفری پیدا کرو ظلم و تشدد کرو اور تقسیم کرو اور حکومت کرو، کے اصول پر اس حکومت نے بھی میرے خیال میں بلوچستان اسمبلی توڑی دوسرے دن پنجاب حکومت پر انتخابات میں دھاندلی کا الزام لگایا تین دن کے بعد پنجاب حکومت کو الٹی میٹم دیا کہ دو مہینے میں وہ ختم کر دی جائے گی جناب اگر محترمہ بینظیر صاحبہ انتخابات جیت کر آئیں ان کو مینڈیٹ لوگوں نے دیا تو ان کا فرض تھا کہ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو بلاتیں اور ان کو بٹھاتیں کہ آپ کو لوگوں نے بلوچستان اور پنجاب میں مینڈیٹ دیا، آیئے اب اس پاکستان کو ہم آگے لے جائیں انہوں نے یہ طریقہ اختیار نہ کیا اور تصادم کی باتیں شروع کیں میرے خیال میں یہ چیز حکومت کے لیے مناسب نہیں تھی جناب یہ تو ان کے منشور میں دیا ہوا ہے لیکن ہاتھی کے دانت کہتے ہیں دکھانے کے اور کھانے کے اور وہی حساب ہے کہ منشور میں آئین میں جو۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کون سے آئین کی بات آپ کر رہے ہیں۔

صوبیدار خان مندوخیل: جی میں ۱۹۷۳ کے آئین کی بات کر رہا ہوں اس میں تو بیشک صوبائی خود مختاری ہے بلکہ دینی چاہیے لیکن جناب چیئرمین آپ اندازہ لگائیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارے جو منتخب ممبر آئے ہیں یا پیپلز پارٹی کے آنے میں کہتا ہوں حکومت نے منتخب لوگوں کی بجائے شکست خوردہ لوگوں کو بلا کر یہاں بٹھا دیا اور یہ سینیٹ کے ساتھ انہوں نے جو رویہ اختیار کیا وہ بھی ایک جمہوری عمل نہیں ہے صوبوں کے ساتھ جو رویہ اختیار کرتے ہیں وہ بھی

میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ قصداً عوام میں یہ انتشار پھیلا رہی ہے تاکہ پیپلز پارٹی نے جو وعدے کیے تھے وہ آج پورے نہیں ہو رہے تو لوگوں کا دھیان دوسری طرف divert ہو جائے میں کہتا ہوں اِس سے بہتر تھا کہ صحیح سمت پر چلتے اور لوگوں کو صحیح حقوق دیتے اور لوگوں کے لیئے جو کام ہم رہا ہے وہ صحیح طریقے سے کرتے میں سمجھتا ہوں آج جو حالت ہے جیسے شاہد خان صاحب نے فرمایا کہ بلوچستان میں بھی الگ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی باتیں ہو رہی ہیں یہ تو میرے سامنے ہوئی نواب صاحب نے بات کی تھی۔

اب پنجاب میں یہ حالت ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بہتر بنانے کے لیئے پیپلز پارٹی آپس میں بیٹھ کر منصفانہ بات کرے اور حکومت کی گاڑی بہتر طور پر چلانے کا تہیہ کرے کیونکہ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ confrontation زیادہ چلی اور بات بڑھ گئی اور جیسے کہ دن بدن بڑھ رہی ہے اور آئے دن ایک دوسرے کے خلاف باتیں ہو رہی ہیں اور دس مہینے میں آج تک یہاں کوئی بل نہیں پیش ہوا جب ہم کہیں جاتے ہیں تو عوام کہتے ہیں کہ اب کیا ہوگا سب لوگ پریشان ہیں اور سب لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : صوبائی خود مختاری کو بھی تھوڑا سا touch کر دیں ۔ آپ نے کمزوریاں تو ساری بتا دیں ذرا Provincial autonomy کی بات کریں۔

<u>صوبیدار خان مندوخیل</u> : جناب میں گزارش کروں گا کہ جب تک آپ صوبوں کو خود مختاری نہیں دیں گے آپ پیپلز پروگرام کو لے لیں سکول بنا رہے ہیں ڈسپنسریاں بنا رہے ہیں واٹر سپلائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبائی subjects ہیں اور اگر صوبوں سے یہ اختیار لے لیں تو میرے خیال میں وہ مناسب نہیں ہوگا جیسے کہ ہمارے ۱۹۷۳ کے آئین میں ہے کہ صوبوں کو خود مختاری ملنی چاہیے میں آپ کے توسط سے اِس ہاؤس کے توسط سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ صوبائی خود مختاری صوبوں کو دے اور اس معاملے کو یہاں تک نہ پہنچائے کہ کل لوگ اور صوبے بغاوت پر اُتر آئیں اور خدا وہ دن نہ لائے کہ لوگ اِس پاکستان کے غدار بن جائیں میں آخر میں آپ سے پھر گزارش کرتا ہوں کہ یہ صوبائی خود مختاری ملنی چاہیے۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : میں دینے والا تو نہیں ہوں جو مجھ سے گزارش کر رہے ہیں۔

<u>صوبیدار خان مندوخیل</u> : آپ کے توسط سے گورنمنٹ آف پیپلز پارٹی سے آخر میں گزارش کروں گا کہ سینیٹ کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Point of order, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Just a minute Dr. Sahib, let him finish.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: O.K. Subedar Sahib just a minute, Dr. Sahib is on a point of order.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is Rule 203:

"Questions to be asked through the Chairman."

With the help of this rule my humble submission through you is Sir, that what is provincial autonomy? So far we are not able to understand. This is a substantial question I want to pose through you to ask what is in very specific provincial autonomy? We are not understanding it.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: Yes, Dr. Sahib that is why I asked you the earlier day that kindly be in your seat, start taking notes so that on the last day of the debate you will come to know what is the provincial autonomy and now I will request the same that please go on taking notes and record all the statements of the honourable Members and finally you will come to know what is provincial autonomy. Thank you very much, no point of order. Yes Subedar Sahib please continue.

<u>صوبیدار خان مندوخیل</u>: میں آخر میں اس بات پر ختم کرنا چاہتا ہوں Council of
Common Interests. کی میٹنگ ایسی ہے جس میں چاروں صوبائی چیف منسٹرز اور فیڈرل گورنمنٹ
بیٹھ کر جب ایک معاملہ طے کر سکتی ہے تو اسکو بیٹھ کر طے کرنا چاہیئے ویسے تو باتیں بہت ہیں
میں اب کیا بتاؤں میں وائنڈ اپ کرنا چاہتا ہوں آخر میں میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ سے
گذارش کرتا ہوں کہ سینیٹ کو بجٹ کے بارے میں اختیارات ہونے چاہییں۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u>: وہ ابھی آ رہا ہے ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ سینیٹ کو فنانس بل
کی پاورز ہونی چاہیئے،

صوبیدار خان مندوخیل: میں بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت بہت شکریہ اس سے پہلے کہ ہاؤس adjourn کیا جائے چوہدری شجاعت صاحب کی طرف سے ایک request ہے تمام سینیٹر حضرات کو اسلام آباد ہوٹل میں لنچ پر مدعو کیا گیا ہے اور آپ سے ان کے behalf پر گزارش ہے کہ آپ وہاں تشریف لے جائیں۔۔۔ And the House is adjourned to meet...

(Interruption)

جناب اعجاز علی خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر. Before you adjourn it. آپ کب ہمیں دعوت دے رہے ہیں کیونکہ چیئرمین سینیٹ دیتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جب آپ حکم کریں سینیٹ کے حضرات جب بھی حکم کریں ہم حاضر ہیں۔ اسحاق بلوچ صاحب۔

جناب محمد اسحاق بلوچ: یہ ڈیبیٹ۔ پھر کب جاری رہے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ چلتی رہے گی جب تک آپ اس کو چلائیں گے۔

جناب محمد اسحاق بلوچ: کھانا کھانے کے بعد شام کو جاری رہے گی یا پرسوں۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: So that House is adjourned to meet again on Tuesday, the 26th September, 1989 at 10.00 a.m. in the morning. Thank you very much.

[The House adjourned to meet at ten of the clock in the morning on Tuesday, the 26th September, 1989].

. . . . . .